۱۵ تا ۲۱ مارچ ۲۰۰۱ء

ت روزہ

نداۓ خلافت

لاہور

مدیر : حافظ عاکف سعید

بانی : اقتدار احمد مرحوم

خصوصی اشاعت بحوالہ :

آل پنجاب سہ روزہ علاقائی اجتماع، تنظیم اسلامی

بمقام : فردوسی فارم، نزد سادھوکی

سٹیج کا ایک منظر۔ (نیچے دائیں طرف) اجتماع گاہ میں موجود کاروان قیام خلافت کے شریک سفر، پنجاب کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے رفقاء کرام!

فردوسی فارم میں اجتماع گاہ کا خوبصورت بیرونی منظر

جہاں کاروانِ تنظیم اور کاروانِ بہار بیک وقت خیمہ زن ہوئے

اس شمارے کی قیمت : ۵ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”ندائے خلافت“ —— ”رائے نامہ“ کے نتائج اور ان کے ضمن میں بعض انتظامی فیصلے!

مدیر ”ندائے خلافت“ کے قلم سے

”ندائے خلافت“ کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ یہ تحریک خلافت پاکستان کا علمبردار تو ہے ہی، تنظیم اسلامی کے لئے بھی ایک اہم تحریکی آرگن کا درجہ رکھتا ہے۔ بحمد اللہ کہ یہ پرچہ رفقاء واحباب میں اپنا یہ مقام حاصل کر چکا ہے کہ ہر ہفتے قارئین کو اس کا انتظار رہتا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ پچھلے ایک سال کے دوران اس کی تعداد اشاعت میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے۔ اس کا کریڈٹ جہاں میرے رفقاء کار یعنی ادارتی ٹیم کو جاتا ہے کہ جن کی مساعی کو اس میں خصوصی ہدف حاصل ہے، وہاں رفقائے تنظیم کی کوششوں کا بھی اس میں یقینی طور پر حصہ ہے —— گزشتہ چند ماہ سے ایک تجویز بعض قریبی احباب و رفقاء کی جانب سے کچھ اس تاکید اور شدت کے ساتھ سامنے آئی کہ اُسے نظرانداز کرنا ممکن نہ تھا۔ تجویز یہ تھی کہ پرچے کو جاذب نظر بنانے اور اس کی افادیت کے دائرے کو وسیع کرنے کی خاطر اس کے ٹائٹل کو دورنگا بنایا جائے اور شمارے کے صفحات میں اضافہ کیا جائے۔

حال ہی میں تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب اور آزاد کشمیر کے سہ روزہ علاقائی اجتماع سے متصلاً قبل منعقد ہونے والی توسیعی عاملہ کے اجلاس میں اس پر غور ہوا اور یہ رائے سامنے آئی کہ کیوں نہ اس علاقائی اجتماع میں شریک رفقاء واحباب سے اس بارے میں استصواب کر لیا جائے تاکہ فیصلہ کرنے میں سہولت ہو۔ چنانچہ اجتماع کے دوسرے روز شرکاءِ اجتماع کی خدمت میں ایک ”رائے نامہ“ پیش کیا گیا تھا، جس میں رفقاء واحباب سے درج ذیل پانچ باتوں کے بارے میں آراء طلب کی گئی تھیں :

- ندائے خلافت کے موجودہ معیار کے بارے میں آپ کی رائے؟
- کیا آپ چاہتے ہیں کہ ندائے خلافت اسی طرح باقاعدہ رنگین ٹائٹل کے ساتھ شائع ہو جیسا کہ خلافت کانفرنس کے موقع پر دو خصوصی شمارے شائع ہوئے۔
- کیا آپ صفحات میں اضافے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں؟
- رنگین ٹائٹل اور صفحات میں اضافے کے نتیجے میں قیمت میں لامحالہ جو اضافہ ہو گا کیا وہ آپ کے لئے قابل قبول ہو گا؟
- کیا آپ قیمت میں اضافے کے مقابلے میں پرچے کی اشاعت کو ہفت روزہ کی بجائے پندرہ روزہ کر دینے کو قابل ترجیح سمجھیں گے؟

اس سوال نامہ کو 295 افراد نے پُر کیا جن میں 184 ملتزم رفقاء، 103 مبتدی رفقاء اور 8 احباب شامل ہیں۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے اس رائے نامہ کے اعداد و شمار ذیل میں بالترتیب پیش کئے جا رہے ہیں۔ جنہیں میرے رفیق کار انور کمال میو نے بڑی محنت سے مرتب کیا ہے۔

- ☆ موجودہ معیار سے متعلق رائے دینے کے لئے چار آپشن دیئے گئے تھے : (1) بہت عمدہ، (2) اچھا، (3) گوارا، (4) غیر معیاری۔ حاصل شدہ اعداد و شمار کے مطابق 15.25 فیصد قارئین نے ندائے خلافت کے موجودہ معیار کو ”بہت عمدہ“ قرار دیا۔ 71.52 فیصد نے اسے ”اچھا“ کہا۔ 13.23 فیصد نے اسے ”گوارا“ قرار دیا جبکہ کسی ایک نے بھی اسے ”غیر معیاری“ نہیں گردانا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک
- ☆ دوسرے سوال یعنی رنگین ٹائٹل کے حق میں رائے دینے والے رفقاء کی شرح 74.3 فیصد رہی جبکہ 25.7 فیصد نے اس کی مخالفت میں ووٹ دیا۔
- ☆ تیسرے سوال کے جواب میں 65.7 فیصد قارئین نے اس کے صفحات بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا جبکہ 34.3 فیصد نے صفحات کی موجودہ تعداد پر ہی اکتفا کرنے کا مشورہ دیا۔
- ☆ رنگین ٹائٹل اور صفحات میں اضافے کے نتیجے میں قیمت میں اضافے کو 67.8 فیصد نے قبول کیا جبکہ بقیہ 32.2 فیصد نے اس کی مخالفت کی۔
- ☆ 36.3 فیصد قارئین نے قیمت میں اضافے کے مقابلے میں ندائے خلافت کو پندرہ روزہ کر دینے کو قابل ترجیح سمجھا جبکہ 63.7 فیصد نے اسے ہفت روزہ کے طور پر برقرار رکھنے کے حق میں رائے دی۔ گویا قریباً ایک تہائی قارئین نے مالی بوجھ میں اضافے کے پیش نظر اسے پندرہ روزہ کرنے کے حق میں رائے دی جبکہ دو تہائی نے ”ہفت روزہ“ کے حق میں۔

اس استصواب کو ”ندائے خلافت“ کے جملہ قارئین کی رائے کا عکس متصور کرتے ہوئے تحریک خلافت پاکستان کی اعلیٰ انتظامی کمیٹی کے حالیہ اجلاس میں درج ذیل فیصلے کئے گئے ہیں جو اکثر قارئین کی آراء کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ ہمیں قوی امید ہے کہ ہمارے تمام قارئین ان فیصلوں کو خوشدلی کے ساتھ قبول فرمائیں گے۔

1. آئندہ سے ندائے خلافت، باقاعدہ دو رنگ کے ٹائٹل کے ساتھ شائع ہو گا۔
2. اس میں مجموعی طور پر چار صفحات کا اضافہ کیا جائے گا۔ یعنی آئندہ یہ پرچہ سرورق سمیت 16 صفحات پر مشتمل ہو گا۔
3. اس کی قیمت -/5 روپے فی شمارہ ہو گی۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمت و توفیق عطا فرمائے کہ ہم ندائے خلافت کو بہتر سے بہتر اور مفید سے مفید تر صورت میں قارئین کی خدمت میں پیش کر سکیں اور یہ پرچہ فی الواقع احیاءِ خلافت میں ایک موثر رول ادا کر سکے۔ آمین یا رب العالمین

عاکف سعید

۱۵ مارچ ۲۰۰۱ء

پانی کی کمی کا مسئلہ اللہ کی طرف سے سزا ہے

مسجد دار السلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے خطاب جمعہ ۲/مارچ ۲۰۰۱ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خشک سالی نے کافی عرصے سے صوبہ سندھ اور بلوچستان کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ اب پورے ملک بالخصوص پنجاب میں پانی کی کمی سے پیدا ہونے والی نئی صورتحال بہت خوفناک ہے۔ ڈیموں میں ذخیرہ شدہ پانی ختم ہو رہا ہے۔ دریا خشک پڑے ہیں۔ جن دریاؤں میں کچھ پانی ہے ان میں سینیٹری کی نکاسی کے شامل ہونے والے گندے پانی کے باعث وہ پانی بھی زہریلا ہو گیا ہے۔ عنایت اللہ مشرقی جیسے نابغۂ روزگار نے ۱۹۶۰ء میں پیشین گوئی کی تھی کہ ۵۰ سال بعد پنجاب جو پہلے بھی ایک صحرا تھا' دوبارہ صحرا میں تبدیل ہو جائے گا۔ موجودہ صورت حال سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی یہ پیشن گوئی بالکل

> **مسئلہ کشمیر "کچھ دو اور کچھ لو" کے اصول پر حل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں**

صحیح تھی۔

پانی کی کمی کا مسئلہ دراصل ہم پر اللہ کی طرف سے ایک سزا سے کم نہیں۔ یہ صورتحال بعینہ ویسی ہے جس کا سورۃ الملک کے آخر میں ذکر ہے:

"کہہ دیجئے (اے نبیؐ) کہ ذرا غور کرو کہ اگر تمہارا پانی (جو تم پیتے ہو اور برتتے ہو) خشک ہو جائے تو کون ہے جو تمہارے لئے صاف وشفاف پانی لے کر آئے گا"

تاہم یہ مسئلہ جہاں ایک طرف ملک میں نفاذ اسلام سے اعراض کے باعث ہمارے لئے ایک سزا کا درجہ رکھتا ہے تو وہاں دوسری طرف پانی کی کمی کا یہ مسئلہ ایک اعتبار سے ہمارے اپنے ہاتھوں کا پیدا کردہ ہے۔

اللہ کی طرف سے تو پانی کی کمی کا مسئلہ پوری دنیا میں پیدا ہو رہا ہے۔ پوری دنیا میں ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے ذخائر کم ہو رہے ہیں' حتیٰ کہ اسرائیل کو بھی اسی بحران کا سامنا ہے اور وہ ترکی کے دریاؤں سے پانی حاصل کرنے کے لئے آج کل بات چیت کر رہا ہے۔ پانی کی کمی کا عالمی مسئلہ مشیت ایزدی کا ایک حصہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ بحیثیت مجموعی زمین کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے۔ برف کے ذخائر پگھلنے کے باعث پانی کی مقدار بڑھنی چاہئے تھی' لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اللہ کی اسی مشیت کا ایک اثر ہمارے یہاں بھی ہے لیکن ہمارے ہاں پانی کی کمی کا مسئلہ پیدا کرنے میں ہماری اپنی کوتاہیوں کو بھی بہت دخل ہے۔ ہمارے ماہرین کو بہت پہلے نظر آ رہا تھا کہ یہ مسئلہ پیدا ہو گا جیسا کہ علامہ مشرقی نے بھی پیشین گوئی کی تھی لیکن ہم نے اس کے لئے کوئی ٹھوس منصوبہ بندی نہیں کی۔ ہماری حکومتوں کی ڈنگ ٹپاؤ پالیسی کے باعث آج ہم یہاں تک پہنچے ہیں۔ ہم نے اپنے دریا بیچ ڈالے چنانچہ آج دریائے ستلج اور راوی پر ہمارا کوئی حق نہیں۔ اب ہمیں اتنی دیر ہو گئی ہے کہ ہم اس مسئلے کو آسانی سے حل نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومتوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے پوری قوم میں باہمی اعتماد کا فقدان ہے اور قوم مختلف قومیتوں اور علاقوں میں بٹ چکی ہے۔ صوبائیت پرستی کا زہر ہماری رگوں میں سرایت کر چکا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد اس لئے مخالفت کر رہے ہیں کہ اس کی تعمیر کا زیادہ فائدہ پنجاب کو ہوگا۔ یہ ہمارے اس وعدہ کو پورا نہ کرنے کا نتیجہ ہے جو ہم نے قیام پاکستان کے وقت اللہ سے کیا تھا کہ اے اللہ اگر تو ہمیں ایک علیحدہ خطہ عطا کر دے تو ہم تیرے دین کو قائم کریں گے۔ لہٰذا آج ہمیں باہر ہی سے دشمن کا خوف نہیں بلکہ یہ ملک اندر سے بھی کھوکھلا ہو رہا ہے۔ سورہ نحل میں ایسی ہی قوم کا ذکر ہے فرمایا:

"اور خدا ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ جہاں ہر طرف امن اور چین تھا۔ وہاں ہر طرف سے بافراغت رزق چلا آتا تھا۔ مگر ان لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی تو خدا نے ان کے اعمال کے سبب ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ان کی بداعمالی کا) مزہ چکھا دیا۔ (آیت:۱۱۲)

اللہ نے ہمیں اس ملک میں ہر قسم کی نعمت سے نوازا تھا۔ لیکن ہم نے شکر نہیں کیا۔ چنانچہ اللہ نے ہماری بداعمالیوں کے سبب ہمیں پانی کی کمی کے ذریعے خشک سالی (بھوک) اور بھارت جیسے دشمن کے خوف میں مبتلا کر دیا۔

جس طرح پانی کی کمی کا مسئلہ دو طرفہ ہے' یعنی یہ اللہ کی طرف سے بھی ہے اور ہمارا خود کردہ بھی' لہٰذا اس کا علاج بھی دو طرفہ ہوگا۔

اس ضمن میں پہلا کام تو یہ ہے کہ پوری قوم اور حکمران اللہ کے حضور توبہ کریں اور تلافی کے طور پر ملک میں نفاذ اسلام کی طرف فوری پیش رفت کریں جبکہ دینی جماعتیں متحد ہو کر ایک متفقہ لائحہ عمل کے ذریعے عوام اور حکومت کو اس کوتاہی کی تلافی کے لئے تیار کریں۔

صرف نفاذ اسلام ہی کی برکت سے امید ہے کہ ہمارے تمام مسائل حل ہو جائیں گے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کی حدود میں سے کسی ایک حد کے نفاذ کی بھی

> **مولانا اکرم اعوان کی طرف سے 7 مارچ کی کال کی واپسی مایوس کن ہے**

اتنی برکت ہوتی ہے جتنی چالیس راتوں کی بارش سے خوشحالی و ہریالی پیدا ہوتی ہے۔ یہی مضمون سورۃ المائدہ میں بھی بیان ہوا ہے:

"اور اگر وہ (یعنی اہل کتاب) تورات اور انجیل اور جو (احکامات) ان کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئے' ان کو قائم کرتے تو وہ اپنے اوپر سے بھی اور اپنے پاؤں کے نیچے سے بھی کھاتے۔" (آیت:۶۶)

اسی طرح دین کے نفاذ کا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ جب اسلام کی برکتیں ظاہر ہوں گی تو پوری قوم جو باہمی اعتماد میں کمی کے باعث مختلف قومیتوں میں بٹ گئی ہے' ایک مسلم قوم کی صورت میں ان تعصبات سے باہر نکل آئے گی۔

بہرحال اس ضمن میں دوسرا کام یہ ہے کہ اگر حکومت صوبائیت پرستی کی لعنت ختم کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے صوبے بنا دے اور سنجیدگی سے کالا باغ ڈیم بنانے کی طرف توجہ دے' جس کے بارے میں لاہور ہائیکورٹ نے بھی دہائی دی ہے' تو اس مسئلے پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

(باقی صفحہ ۴ پر)

انسانیت کو کامل عادلانہ نظام صرف اسلام ہی عطا کر سکتا ہے

مسجد دار السلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے خطاب عید الاضحیٰ ۶/ مارچ ۲۰۰۱ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

جیسے روزہ کی عبادت کے بعد عید الفطر کا اسلامی تہوار' رکھا گیا ہے ایسے ہی اللہ نے حج کے ساتھ عید الاضحیٰ کو نتھی کیا ہے' کیونکہ حج بھی روزہ کی طرح اسلام کا رکن ہے اور عید الاضحیٰ اسی حج کی توسیع ہے' یعنی حج کے ایک عمل (قربانی) کو توسیع دے کر پوری دنیا میں پھیلا دیا گیا۔ دنیا کے تمام مسلمان حج کے دوسرے مناسک میں شریک نہیں ہو سکتے لیکن حج کے اس رکن یعنی قربانی میں تمام مسلمانوں کو شریک کر دیا گیا ہے۔

حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ یہ قربانی کیا ہے؟" آپؐ نے فرمایا: "یہ تمہارے جدامجد حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سو برس کی عمر میں اللہ نے حکم دیا کہ اپنے نوجوان بیٹے کو قربان کر دو۔ حضرت ابراہیمؑ ہر امتحان کی طرح اس آخری امتحان میں بھی کامیاب ہوئے اور انہوں نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلا دی۔ لیکن اللہ نے بیٹے کو بچا کر اس کی جگہ بطور علامت مینڈھے کی قربانی قبول فرمائی۔ ان کا امتحان بس اسی قدر تھا کہ سو برس کے بوڑھے کے دل میں کہیں بیٹے کی محبت ہماری محبت سے بڑھ تو نہیں گئی۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر ہم نماز عید ادا کر کے قربانی کرتے ہیں۔ سورۂ کوثر میں اس کا ذکر موجود ہے۔ فرمایا:

"اے محمدؐ ہم نے آپ کو خیر کثیر (بہت بڑا یا عظیم خیر) عطا کیا۔ پس آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی دیں۔ بے شک آپ کا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔"

"کوثر" کا ایک ظہور تو میدان حشر میں ہوگا۔ جب سورج سوا نیزے پر ہوگا' جب کوئی سایہ نہ ہوگا' اس وقت جب لوگوں کی زبانیں پیاس سے نکلی ہوئی ہوں گی تو اس وقت حضور ﷺ حوضِ کوثر سے امتیوں کو پانی پلائیں گے۔

کوثر کا ترجمہ بالعموم "خیر کثیر" یعنی حضور ﷺ کو دنیا میں جو خیر دیے گئے۔ بہر حال ان میں سے دو بہت عظیم خیر ہیں۔ ایک سب سے بڑا خیر "الھدیٰ" یعنی قرآن ہے۔ دوسرا سب سے بڑا خیر جس کی آج تمام انسانوں کو ضرورت ہے' وہ دین حق ہے۔ آنحضور ﷺ کو "الھدیٰ" اور "دین الحق" دیئے جانے کا تذکرہ قرآن میں دوبارآیا ہے۔

ایک منصفانہ نظامِ زندگی کی تلاش میں نوع انسانی در بدر ٹھوکریں کھا رہی ہے۔ فیوڈلزم کے بعد انسان ترقی کر کے جمہوریت تک پہنچا لیکن یہ ترقی بھی انسان کے لئے بہت بڑی مصیبت بن گئی۔ اب سرمایہ داروں نے انسانوں کو غلام بنا لیا کیونکہ جمہوریت کے نتیجے میں سرمایہ دار لوگ ہی حاکم بنتے ہیں۔ سیاست گویا ان لوگوں کے لئے میوزیکل چیئر کا کھیل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بیسویں صدی کے آغاز میں سرمایہ دارانہ نظام کے ردعمل میں روس میں کمیونسٹ انقلاب آیا کہ سرمایہ داری کو ختم کر دیا جائے اور سب انسانوں کو معاشی طور پر برابر کر دیا جائے۔ یہ بظاہر ایک اچھی سوچ تھی لیکن چونکہ آسمانی ہدایت سے محروم تھی' لہٰذا وہ نظام جو مساوات کے نعرہ پر قائم ہوا تھا' ایک پارٹی کی آمریت کی صورت میں بدترین نظام بن گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج وہ اپنی موت آپ مر گیا۔

فوکویاما نے اپنی کتاب End of History میں لکھا ہے کہ کمیونزم کی موت کے بعد ثابت ہو گیا کہ مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام ہی سب سے عمدہ نظام ہے۔ یہی نوع انسانی کی معراج ہے۔ فوکویاما کو غلط فہمی ہوئی ہے' کیونکہ مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام بدترین استحصالی نظام ہے جو ناکام ثابت ہو چکا ہے۔ آج انسان پھر اس دوراہے پر کھڑا ہے جہاں اسے ایک کامل عادلانہ نظام چاہئے۔ ایسا نظام صرف اسلام عطا کر سکتا ہے، جو خلافت راشدہ کی شکل میں آنحضور ﷺ نے نوع انسانی کو عطا فرمایا تھا دیا، جو مدینے کی چھوٹی سی ریاست سے شروع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے ایک بڑے حصے پر چھا گیا۔ لیکن افسوس آج مسلمان خود دوسروں سے نظام مانگ رہے ہیں۔

اللہ نے یہ ملک پاکستان ہمیں اس لئے دیا تھا کہ ہم یہاں اسلام کا نظام عدل وقسط قائم کر کے دنیا کے سامنے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق خلافت راشدہ کا عملی نمونہ پیش کریں۔ لیکن کچھ ہماری غلطیوں اور کچھ دشمنان اسلام کی سازشوں کے باعث آج ۵۵ سال بعد بھی یہاں اسلام قائم نہیں ہوا۔ اس جرم کی پاداش میں عذاب کا ایک کوڑا سقوط مشرقی پاکستان کی صورت میں ہماری پیٹھ پر برسا تھا۔ لیکن ہم نے اس سے سبق نہ سیکھا۔ اب ہم پر اللہ کی طرف سے نہ جانے کیا سزا آئے گی' لیکن ایک سزا تو پانی کی شدید کمی کی صورت میں ہم پر مسلط ہو چکی ہے۔ ہم پر اللہ کی طرف سے نہ جانے کیا سزا آئے گی لیکن ایک سزا تو پانی کی کمی کی صورت میں ہم پر مسلط ہو چکی ہے۔ اس سے پہلے اسی طرح اسلام سے دوری کے باعث آج ہماری قوم میں باہمی اعتماد کا فقدان ہے اور وہ مختلف قومیتوں میں منقسم ہو چکی ہے۔ ان تمام مسائل کا ایک ہی مستقل اور ٹھوس حل یہ ہے کہ قوم سرچشمۂ ہدایت و رہنمائی قرآن حکیم سے مضبوط رشتہ استوار کرے اور اس ملک میں دین اسلام کے قیام کی عملی جدوجہد کے لئے کمر کس لے۔ صرف اسی صورت میں ہم رحمت خداوندی کے امیدوار بن سکیں گے۔

ہمیں اپنی عید کی خوشیوں میں اپنے افغان بھائیوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے۔ اس وقت عالم کفر کھل کر مسلمانوں کے خلاف میدان میں آ کھڑا ہوا ہے اور اس کا اولین ہدف افغانستان ہے لہٰذا ہمیں اپنے افغان بھائیوں کا بھرپور ساتھ دینا چاہئے اور اس کڑے وقت میں ان کے ساتھ ہر ممکن تعاون اور بھرپور مالی امداد کرنی چاہئے۔

ماہانہ دعوت فورم

جمعہ 23 مارچ بعد نماز مغرب 7 بجے

بمقام: دفتر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی

866۔ این پونچھ روڈ سمن آباد لاہور بعنوان

اسلام' پاکستان اور افغانستان

زیر صدارت امیر تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد

منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مشہور ایٹمی سائنسدان

ڈاکٹر سلطان بشیر الدین محمود

کی تقریر کے علاوہ **مولانا مطیع اللہ انعام**

(نمائندہ سفارت افغانستان)

کی شرکت بھی متوقع ہے۔ صلائے عام ہے......

ایٹمی صلاحیت سے دستبرداری ملک سے غداری ہے تو کلمہ سے بیوفائی کیا ہے؟

تجزیہ نگار کے نقطہ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

پاکستان کی فوجی قیادت اور میاں نواز شریف میں اختلافات کیوں پیدا ہوئے اور ۱۲/۱۱ اکتوبر کا سانحہ کیوں پیش آیا' اس بارے میں شروع ہی سے دو آراء ہیں۔ ایک یہ کہ بھارت کی طرف میاں نواز شریف کا غیر معمولی جھکاؤ اور کارگل کے میدان میں جیتی ہوئی جنگ واشنگٹن میں ہار دینے اور سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کی یک طرفہ پیشکش پر فوجی قیادت ان سے ناراض تھی۔ یعنی فوج میاں نواز شریف کو سکیورٹی رسک سمجھنے لگی تھی اور وہ سمجھتی تھی کہ میاں نواز شریف اپنے ذاتی اقتدار کے تحفظ کی خاطر امریکہ کے کہنے پر ملکی مفاد کے خلاف کوئی بھی قدم اٹھا سکتے ہیں۔ لہذا

> **جنرل مشرف صاحب پاکستان کی ایٹمی صلاحیت**
>
> **کی حفاظت آپ کیلئے ٹیسٹ کیس ہے**

فوج نے انہیں اقتدار سے ہٹا دیا اور یہ سب کچھ امریکہ کی مرضی کے خلاف ہوا۔ دوسری رائے یہ تھی کہ امریکہ نے اپنی فیورٹ لیڈر بے نظیر کو اس لئے اقتدار سے فارغ کروایا تھا کہ عوام میں مقبولیت کھو جانے کی وجہ سے وہ کوئی بڑے اقدام کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی لہذا بے نظیر کے خلاف پروپیگنڈے کا طوفان برپا کر کے اسے کرپشن کی ملکہ اور سکیورٹی رسک قرار دے کر بری طرح ہروا دیا اور نواز شریف کو دو تہائی اکثریت سے اس لئے جتوایا گیا کہ وہ کشمیر اور پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کے معاملے میں امریکی مطالبات کو تسلیم کرنے کی یقین دہانی کروا چکے تھے۔ واجپائی کی لاہور میں آؤ بھگت اور اقوام متحدہ میں نواز شریف کا سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کا اعلان اسی طے شدہ پروگرام کا حصہ تھا۔ لیکن بعد ازاں حالات نے ثابت کر دیا کہ بھاری مینڈیٹ کے باوجود نواز شریف بنیادی فیصلے کرنے کی اہلیت یا قوت نہیں رکھتے' اصل قوت فوج ہے۔ لہذا امریکہ نے یہ طے کیا کہ اگر آخری فیصلہ کرنے کا اختیار فوج ہی کے پاس ہے اور اس کی مرضی و منشا کے خلاف پاکستان میں کچھ نہیں ہو سکتا تو کیوں نہ فوج ہی کو اقتدار میں لا کر براہ راست اس سے معاملات طے کئے جائیں۔ لہذا حکومت کا تختہ امریکہ کی آشیر باد سے الٹا گیا۔

راقم بھی اول الذکر رائے رکھنے والوں میں شامل تھا' یعنی یہ کہ اس مرتبہ پاکستان میں حکومت کا تختہ امریکہ کی مرضی کے خلاف الٹایا گیا ہے۔ راقم اب بھی اس رائے کا حامل ہے البتہ موجودہ حکومت کے بعض اقدامات نے شکوک وشبہات کو جنم دیا۔ اگرچہ ہر فیصلے کی کچھ نہ کچھ تاویل کی جاتی رہی لیکن ڈاکٹر عبدالقدیر اور ڈاکٹر اشفاق کو جس انداز سے فارغ کیا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایٹمی صلاحیت کے معاملے میں پاکستان اپنے اصولی موقف سے پیچھے ہٹ رہا ہے' اور یہی امریکہ کا نمبر ایک اور زوردار مطالبہ تھا۔ بہر حال اس بات سے قطع نظر کہ جنرل پرویز مشرف امریکہ کی مرضی کے خلاف برسر اقتدار آئے ہیں یا امریکہ کی پیداوار ہیں' اصل مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان

[illegible]

کے دفاع کے لئے ایٹمی صلاحیت ناگزیر ہے اور ایٹمی صلاحیت سے دستبرداری پاکستان کی آزادی سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے۔ ظاہری طور پر سرکاری افسران کا ریٹائر ہونا ایک معمول کی بات ہے لیکن جب ڈاکٹر عبدالقدیر جیسے شخص کو جہاز کی سیڑھیاں اترتے ہوئے کوئی شخص یہ اطلاع دے کہ آپ کو ہٹا دیا گیا ہے تو معاملات نارمل کیسے ہو سکتے ہیں! پھر جس انداز سے ان کے حکومتی مشیر مقرر ہونے کا اعلان کیا گیا ہے وہ بھی مضحکہ خیز ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس معاملے میں ان سے کوئی مشورہ نہیں ہوا اور انہیں مشیر مقرر کرنے کا اعلان اصلاً مخالفانہ ردعمل کو کم کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ حکومت کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ اصل اہمیت اداروں کی ہوتی ہے اشخاص کی نہیں۔ عام حالات میں یہ بات بالکل درست ہے لیکن حکمرانوں کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ محمد علی جناح اگر بانی پاکستان تھے تو ڈاکٹر عبدالقدیر محافظ پاکستان کہلانے کے حقدار ہیں۔ وہ امت مسلمہ کے ایسے فرزند ہیں جنہیں تاریخ میں ایک روشن ستارے کی حیثیت حاصل ہوگی۔

اس حقیقت کو کون جھٹلا سکتا ہے کہ ۶۵ء میں مقبوضہ کشمیر میں چند روز گڑ بڑ ہوئی تو بھارت لاہور پر چڑھ دوڑا لیکن ۸۹ء سے آج تک کشمیر میں زبردست جانی اور مالی نقصان اٹھانے کے باوجود بھارت یہ جرأت نہیں کر پا رہا کہ پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے۔ ظاہر ہے کہ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ بھارت جانتا ہے کہ پاکستان اب ایٹمی صلاحیت کا حامل ہے اور ایٹمی جنگ دونوں ممالک کے لئے تباہ کن ثابت ہوگی۔ حکومت کا فرض تھا کہ اسے اگر پاکستان کے ان ممتاز سائنس دانوں کو ریٹائر کرنا ہی تھا تو اس کا بہت ہی باعزت طریقہ ہونا چاہئے تھا۔ حکومت کو یہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت نہ صرف پاکستان کے دفاع کے لئے ناگزیر ہے بلکہ ساری امت مسلمہ کے دفاع کے حوالہ سے بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ ہماری موجودہ حکومت یا سیاسی بزرجمہر یا ہماری سول اور فوجی بیوروکریسی مسلمان ہونے کے باوجود ان احادیث مبارکہ کے بارے

> **محمد علی جناح بانی پاکستان ہیں تو ڈاکٹر**
>
> **عبدالقدیر محافظ پاکستان کہلانے کے حقدار ہیں**

میں کیا رائے رکھتی ہیں جن کے مطابق عرب میں جب ایک عظیم جنگ کا معرکہ ہو رہا ہوگا تو مشرق سے افواج مسلمانوں کی مدد کے لئے نکلیں گی۔ آنے والے وقت میں جب تک کوئی فوج ایٹمی قوت سے مسلح نہیں ہوگی اس کے لئے کیسے ممکن ہوگا کہ وہ اپنی سرحدوں سے باہر نکل کر اپنے بھائیوں کی مدد کو پہنچے۔ لہذا پاکستان کا ایٹمی قوت ہونا یا اس کو رول بیک کر دینا کسی طرح بھی محض پاکستان کا مسئلہ نہیں اور دشمن نے اگر اس قوت کو اسلامی بم سے تعبیر کیا ہے تو کوئی غلط نہیں کیا۔

یہ بات بھی مقتدر حضرات کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہونی چاہئے کہ بھارت جو ہمارا ازلی دشمن ہے' جسے ہمارے وجود کا قائم رہنا اپنی شکست محسوس ہوتا ہے اور جو ہمارے نقصان پر بغلیں بجاتا ہے اور ہمارا ہر فائدہ اسے دکھ دیتا ہے لیکن پھر بھی یورپ کے عیسائی اور اسرائیل کے یہودی ہماری ایٹمی صلاحیت کے اس سے بھی بڑھ کر دشمن ہیں۔ ایسا اگر ہے تو اس کی کچھ وجوہ ہیں۔ مغرب کا عیسائی اور یہودی یہ خدشہ محسوس کرتا ہے کہ ایٹمی قوت کا حامل پاکستان مستقبل میں بین الاقوامی سطح پر ان کے عزائم کی تکمیل میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔ خصوصاً اگر کسی موقع پر پاکستان نے ایٹمی ٹیکنالوجی عرب ممالک کو یا کسی مسلمان ملک کو منتقل کر دی تو یہ ڈیل اسلام دشمن قوتوں کے لئے تباہ

کن ثابت ہوسکتی ہے۔ لہذا عیسائی اور یہودی پاکستان کو ہر ممکن طریقہ سے ایٹمی قوت سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سوویت یونین کی شکست وریخت اور کمیونزم کے خاتمے پر جب نیٹو (NATO) کے سربراہ سے پوچھا گیا کہ اب نیٹو کو قائم رکھنے کا کیا جواز ہے تو اس نے لگی لپٹی رکھے بغیر **صاف صاف** کہہ دیا کہ **ابھی ہمیں اسلامی** فنڈ امنٹلزم سے نمٹنا ہے۔

یہ سطور لکھی جا چکی تھیں کہ سی پی این ای کی طرف سے دیئے جانے والے ظہرانے میں جنرل پرویز مشرف کا یہ اعلان سامنے آیا کہ وہ اقتدار چھوڑ دیں گے لیکن ایٹمی پروگرام پر دباؤ قبول نہیں کریں گے۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ میں غدار نہیں ہوں اس لئے پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔ جنرل صاحب کے اس اعلان کا پرزور خیرمقدم ہونا چاہئے۔ یقیناً ایٹمی پروگرام ختم کرنے والا غدار اعظم ہوگا۔ ہم جنرل صاحب کو صاف گو اور سچا انسان سمجھتے ہیں لہذا ان پر اعتماد نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان کے وزراء اتنے بے لگام اور دریدہ دہن کیوں ہیں؟ آج ہی وزیر خارجہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے سے کوئی فرق واقع نہیں ہوگا۔ کیا جنرل صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کے باوجود پاکستان کا ایٹمی پروگرام متاثر نہیں ہوگا؟ اگر ایسا ہی ہے تو مغرب خصوصاً امریکہ سی ٹی بی ٹی پر ہمارے دستخطوں کے لئے کیوں مرا جاتا ہے۔ جنرل صاحب سی ٹی بی ٹی پر بھی واضح اور دوٹوک سرکاری پالیسی کا اعلان کریں تاکہ ابہام دور ہوسکے۔

جنرل صاحب! سیدھی سی بات ہے کہ امریکہ اسلامک فنڈ امنٹلزم کو اپنا بدترین دشمن قرار دیتا ہے اور کسی اسلامی ملک کے پاس ایٹمی صلاحیت کا ہونا اسے کسی قیمت پر گوارا نہیں۔ لہذا ایٹمی صلاحیت کی حفاظت آپ کے لئے ٹیسٹ کیس ہے۔ اگر آپ اس کی حفاظت اپنے اقتدار کی قیمت پر بھی کرتے ہیں تو یقیناً آپ کا ۱۲/اکتوبر کا قدم ملکی مفاد میں تھا اور یہ سب کچھ آپ نے دنیا کی عظیم ترین قوت کے مرضی ومنشا کے خلاف وطن عزیز کی محبت میں کیا۔ لیکن اگر آپ نے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کے بارے میں سمجھوتہ کیا تو پھر ۱۲/اکتوبر کا سب کچھ کیا کرایا یقیناً امریکہ کا ہی تھا اور یہ رائے رکھنے والے یقیناً درست ہوں گے کہ سول حکومت کے راستے میں رکاوٹ کھڑی کرنے والوں کو کرسی پیش کر دی گئی تاکہ معاملات حقیقی مجاز اتھارٹی سے طے ہو جائیں۔

جنرل صاحب! ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے والے کے لئے آپ نے غدار کا لفظ خود استعمال کیا ہے۔ کسی عام شہری کے لئے بھی اس سے بڑی اور کوئی گالی نہیں ہوسکتی چہ جائیکہ یہ لفظ حکمران کے لئے استعمال کرنا پڑے (اللہ نہ کرے)۔ ویسے بھی راقم کی رائے میں کسی ملک کو غیر محفوظ کرنے کے عمل میں اس کی افواج کا چیف آخری آدمی ہوسکتا ہے جو اس میں شامل ہوگا۔ رہا سوال اسلامی نظام کے قیام کا کہ جس کو مغرب کی سفید چمڑی والی قوم اسلامک فنڈ امنٹلزم کا نام دے کر دن رات گالیاں دیتی رہتی ہے تو وہ کسی ایسے شخص کے ہاتھوں قائم نہیں ہوسکتا جس کو دونوں ہاتھوں میں کتے ہوں۔ اس کے ہاتھوں میں تو وہ شے ہوگی جسے ہاتھ لگانے سے پہلے وضو کیا جاتا ہے جسے ان پڑھ بھی آنکھوں سے لگاتے ہیں اور اس کا بوسہ لینا فخر سمجھتے ہیں۔

اسلامی نظام کی بات چلی ہے تو راقم جنرل صاحب سے یہ پوچھنے کی جسارت بھی کرے گا کہ روشن خیالی کی یہ کون سی قسم ہے جسے آپ یوں اپنانا چاہتے ہیں کہ خواتین کو زبردستی گھروں سے نکال کر ملک کی گندی سیاست میں

> **ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ڈاکٹر اشفاق کو جس انداز سے فارغ کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان ایٹمی مسئلہ میں پسپائی اختیار کررہا ہے۔**

ملوث کیا جائے، فیشن شو کے نام پر ان کی سرعام نمائش کی جائے، یورپ کی اندھی تقلید میں اس نازک صنف کو روزگار کمانے کے لئے بیل کی طرح جوت دیا جائے۔ کتنا عیار ہے یورپ کا مرد کہ حقوق نسواں کے نام پر عورت کی کمائی بھی کھاتا ہے اور اپنی وحشیانہ جنسی خواہش کی تکمیل کے لئے اسے شمع محفل بھی بناتا ہے۔ وہ اپنا ویک اینڈ اسے نچا کر مناتا ہے۔ اور حوا کی بیٹیاں کس قدر بے وقوف بنائی جارہی ہیں کہ انہیں گھر کے پرسکون اور آرام دہ ماحول سے نکال کر اور بازاروں میں در بدر کر کے یہ بتایا جارہا ہے کہ انہیں آزادی مل گئی ہے۔ بچے کی پیدائش اور اس کی پرورش کا جان جوکھوں میں ڈالنے والا کام تو اب بھی اسی کے ذمہ ہے یہ اضافی بوجھ ڈال کر اسے نڈھال کر دیا گیا ہے۔ وہ سوجھ بوجھ جو پہلے بھی کوئی ایسی نہیں تھی، اب عیار مرد کی خواہشات کی تکمیل میں بالکل ہی ختم ہوگئی ہے۔ جنرل صاحب! فوج کی تربیت' اس کا ماحول' زمانے کا چلن' کرپٹ مولوی کا کردار' یورپ کی چمک دمک سب اپنی جگہ درست کہ ان چیزوں نے اس معاشرے کی ایلیٹ کو سیکولرازم اور مادیت کی طرف راغب کر دیا ہے (ظاہر ہے ہمارے حکمران ہمیشہ اسی طبقہ سے وابستہ تھے اور ہیں) لیکن سوچئے! خدارا ضرور سوچئے کہ غیروں کی اندھی تقلید نے آج ہمیں کس حال تک پہنچایا ہے اور یہ اندھی تقلید اگر جاری رہی تو ہمارا انجام کیا ہوگا۔ کسی سوالیہ نشان کی ضرورت نہیں' صرف نوشتہ دیوار پڑھنے کی ضرورت ہے۔ جنرل صاحب اس سمت میں بھی ہمت کریں۔ امریکہ طاقتور اور غالب قوت رکھنے والا ضرور ہے لیکن اگر اسے طاقتور اور غالب قوت بنانے والے کا دامن تھام لیں گے تو امریکہ کیا ساری دنیا کی مجموعی قوت بھی آپ سے آنکھیں چار کرنے کی ہمت نہیں کر سکے گی۔ اقتدار اور زندگی دونوں وفا کرنے والے نہیں ہیں۔ محترم جنرل صاحب! **آخر میں ایک سوال کا جواب چاہوں گا کہ** ایٹمی صلاحیت سے دستبرداری تو ملک سے غداری ہے (میں اور آپ اس بات پر متفق ہیں) **لیکن کلمہ** پڑھ کر اللہ کے سوا کسی اور کو معبود بنا لینا اور محمد ﷺ کو اللہ کا رسول مان کر یورپ کو اپنا امام بنا لینا کیا ہے؟

بقیہ: منبر و محراب

حالات حاضرہ:

موجودہ حکومت بھی سابقہ حکومت کی طرح ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی آلہ کار بن کر رہ گئی ہے اور معیشت کی بحالی میں بری طرح ناکام ہوچکی ہے لہذا پرویز مشرف کے لئے واحد راہ عمل یہی ہے کہ وہ احتساب سے بچ رہنے والے ممبران اسمبلی کو برقرار رکھتے ہوئے اسمبلیوں کو بحال کردیں۔ ورنہ ہوسکتا ہے کہ انہیں اس کا بھی موقع نہ ملے حال ہی میں اجمل خٹک صاحب نے بھی موجودہ حکومت سے مکمل مایوسی کا اظہار کر دیا ہے جو کسی طرح بھی ملک وملت کے لئے نیک شگون نہیں۔ کیونکہ اب اندیشہ یہ ہے کہ ایوب اور بھٹو دور حکومت کے خلاف چلنے والی تحریکوں کی طرح توڑ پھوڑ اور ہنگامے ہوں گے، جس سے نہ پہلے کوئی خیر برآمد ہوا تھا نہ اب توقع کی جاسکتی ہے۔ لہذا حکومت کو اگر ملک وملت کی بھلائی عزیز ہے تو وہ اسمبلیاں بحال کردے اور کچھ عرصہ بعد عام انتخابات کروا کے چلتی بنے۔

کشمیر کے حالات خود بخود مسئلے کے فطری حل یعنی تقسیم کشمیر کی طرف جارہے ہیں اور وادی کی حد تک تھرڈ آپشن کی بات بھی ہورہی ہے۔ بہرکیف اگر یہ مسئلہ "کچھ دو اور کچھ لو" کے اصول کے تحت حل ہوجائے تو کوئی حرج نہیں تاکہ پاکستان یکسو ہوکر نیو ورلڈ آرڈر کا مقابلہ کرتے ہوئے عالمی نظام خلافت کے قیام کے ضمن میں اپنا کردار ادا کرسکے۔

مولانا اکرم اعوان کی طرف سے ۷ مارچ کی کال کی واپسی مایوس کن ہے۔ اس طرح کے معاملات عوام کی نگاہوں میں دینی جماعتوں کی سبکی کا باعث بنتے ہیں۔ اسی طرح مولانا اکرم اعوان کا حکومت سے یہ مطالبہ کہ اگر وہ اسلام نافذ کردے تو وہ تمام بیرونی قرضے ادا کرسکتے ہیں، ناقابل فہم ہے۔ تاہم اگر ان کے پاس کوئی ایسے ذرائع ہیں کہ جن سے بیرونی قرضوں سے نجات مل سکتی ہو تو یہ کام بلاتاخیر ہونا چاہئے۔

''الجھ رہے ہیں زمانے سے چند دیوانے''

تنظیم اسلامی پنجاب و آزاد کشمیر کے فردوسی فارم سادھوکی میں (۲۳ تا ۲۵ فروری) منعقد ہونے والے علاقائی اجتماع کی رپورٹ

تنظیم اسلامی وہ جماعت ہے جو اولاً پاکستان میں اور پھر کل روئے ارضی پر نظام خلافت کے قیام کے لئے کوشاں ہے۔ عوام الناس میں اقامت دین کی فرضیت کا شعور نہ ہونے کے باعث اس جماعت کے اراکین میں اگرچہ اضافہ کی رفتار انتہائی سست ہے لیکن مایوس کن نہیں۔ لہذا اس قافلے کے افراد آہستہ آہستہ بڑھتے جا رہے ہیں۔ پہلے تعداد کم ہونے کے باعث آل پاکستان تنظیم اسلامی کا اجتماع ہر سال منعقد کرنا زیادہ مشکل کام نہ تھا لیکن پھر بتدریج تعداد میں اضافے کے باعث انتظامی مشکلات میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اس سال فیصلہ کیا گیا کہ تنظیم اسلامی کے مختلف حلقہ جات کے علیحدہ علیحدہ علاقائی اجتماع منعقد کئے جائیں۔ چنانچہ اس ضمن میں حلقہ سندھ کے رفقاء کا علاقائی قبل ازیں اجتماع ماہ جنوری میں منعقد ہو چکا ہے۔ جبکہ پنجاب و آزاد کشمیر کے حلقہ جات کا علاقائی اجتماع مورخہ ۲۳ تا ۲۵ فروری کو فردوسی فارم، بیگ پور روڈ، سادھوکی میں منعقد ہوا۔

فردوسی فارم جی ٹی روڈ پر واقع سادھوکی سے نکلنے والی بیگ پور روڈ پر چار کلومیٹر کے فاصلے پر دراجکے گاؤں کے نزدیک واقع ہے۔ یہ ایک خوبصورت فارم ہے جو تنظیم اسلامی کے جواں ہمت ۷۰ سالہ امیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی والدہ کے نام پر آپ کے چھوٹے مرحوم بھائی اقتدار احمد نے قائم کیا تھا اور اب یہ ان کے بچوں کی ملکیت ہے۔

محترم اقتدار احمد مرحوم کو اپنی زندگی میں اقامت دین کی اس جاں گسل محنت میں اپنے بڑے بھائی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے دست راست کی حیثیت حاصل تھی، ان کے بعد بحمد اللہ ان کے بچوں نے اپنے والد کے اس مشن سے وابستگی کو اپنا نصب العین قرار دیا۔ چنانچہ جب اس اجتماع کے انعقاد کے لئے کسی مناسب جگہ کی تلاش کا کام شروع ہوا تو مرحوم کے بڑے صاحبزادے جناب اسعد صاحب نے فراخدلی سے اپنے اس فارم کو اس اجتماع کے لئے دینے کا عندیہ دیا جسے تنظیم اسلامی کے ارباب حل وعقد نے قبول کرلیا۔

۲۳ تا ۲۵ فروری ۲۰۰۱ء کو منعقد ہونے والے اس سہ روزہ علاقائی اجتماع کا آغاز دن بارہ بجے جناب رحمت اللہ بٹر، ناظم دعوت وتربیت کے خطاب سے ہوا۔ جناب رحمت اللہ بٹر نے ''قرآن کی دعوت اور اس کے تقاضے'' کے موضوع پر نصف گھنٹہ خطاب کیا۔ اجتماع کا یہ سیشن چونکہ عمومی نوعیت کا تھا اور اس میں قرب وجوار کے قصبات سے بھی بڑی تعداد میں لوگ

سٹیج پر امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور نائب امیر جناب عاکف سعید صاحب جلوہ افروز ہیں

شریک ہوئے تھے لہذا ابٹر صاحب نے پنجابی زبان میں خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ جب بھی اللہ کی طرف سے دعوت آتی ہے تو تین گروہ بن جاتے ہیں۔

ایک گروہ اس دعوت کے مطابق عمل کرتا ہے

دوسرا اس کی مخالفت کرتا ہے۔

تیسرا ماننے کے کچھ عرصہ بعد حق کی ساتھ عملی طور پر نہیں چل نہیں پاتا۔

ہم میں سے اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے جو دنیا کے مفاد اور اپنی خواہشوں کے ہاتھوں مجبور ہو کر اطاعت خداوندی اور اتباع رسول سے پسپائی اختیار کر لیتے ہیں۔

پوری انسانیت سے قرآن کا مطالبہ ہے کہ اے انسانو! بندگی کرو اپنے مالک کی۔ وہ تمہارا مالک ہے لہٰذا اس کے بندے بن جاؤ۔ لہذا جس نے اللہ کو اپنا مالک مان لیا' اسے اپنے مالک کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ بصورت دیگر وہ دنیا میں بھی ناکام ہوگا اور آخرت میں بھی۔

ساڑھے بارہ بجے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ موضوع تھا ''ہمارے دکھوں کا واحد علاج: اسلام''۔ اس خطاب جمعہ کی تلخیص ندائے خلافت کے شمارہ نمبر ۸ میں شائع ہو چکی ہے۔

کھانے اور آرام کے وقفہ کے بعد شام ۴:۳۰ بجے دوبارہ پروگرام کا آغاز ہوا۔

ناظم اجتماع و امیر حلقہ لاہور جناب مرزا ایوب بیگ نے استقبالی وافتتاحی کلمات ارشاد فرمائے۔

اس کے بعد پروگرام کے مطابق مرکزی ٹیم، تاسیسی اراکین اور امراء و ناظمین نے اپنا تعارف پیش کیا۔ نائب امیر تنظیم جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ ان کی تعلیم ایم اے (فلسفہ) ہے۔ قرآن اکیڈمی میں 3 سال بنیادی تعلیم کے حصول میں صرف کئے وہ تنظیم کے سب سے کم عمر تاسیسی رکن ہیں۔

ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالخالق نے بتایا کہ وہ بی ڈی ایس ڈاکٹر ہیں۔ ۸۶-۱۹۸۴ء میں دو سالہ کورس کیا۔ عمر ۵۰ سال ہے۔ ۱۹۷۷ء میں تنظیم میں شمولیت ہوئی۔ نقیب اسرہ، امیر حلقہ

تنظیم اسلامی پنجاب و آزاد کشمیر کے علاقائی اجتماع میں (دائیں سے بائیں) ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالخالق' جناب چوہدری رحمت اللہ بٹر' جناب مرزا ایوب بیگ' جناب چوہدری غلام محمد' جناب غلام محمد سومرو' جناب شمس الحق اعوان' جناب سید نسیم الدین' جناب مختار حسین فاروقی' جناب مختار خان' جناب رشید عمر' جناب میجر (ر) فتح محمد' جناب سعید اظہر عاصم' جناب اظہر بختیار خلجی' جناب شاہد اسلم' جناب راشد گنگوہی اور جناب خالد شفیع خطاب کر رہے ہیں

لاہور ناظم اعلیٰ اور نائب امیر کے عہدوں پر کام کر چکے ہیں۔

غلام محمد صاحب، معتمد عمومی تنظیم اسلامی نے بتایا کہ ان کی عمر ۶۷ سال سے متجاوز ہے، تعلیم ایف ایس سی ہے۔ انجمن خدام القرآن اور تحریک خلافت کے سیکرٹری اور تنظیم اسلامی کے معتمد عمومی ہیں۔

چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب نے اپنا تعارف کچھ یوں کرایا کہ ان کی عمر ۶۱ سال ہے، تعلیم ایم اے (اسلامیات) ہے۔ ۱۹۸۴ء میں ایک سالہ کورس کیا۔ تاسیسی رکن ہیں۔ نقیب اسرہ، مقامی امیر، قیم، ناظم مالیات رہے ہیں۔ قائم مقام امیر اور نائب امیر کی ذمہ داریاں بھی ادا کی ہیں۔ آج کل تنظیم کے ناظم دعوت و تربیت ہیں۔

قمر سعید قریشی صاحب نے بتایا کہ ان کی عمر ۶۴ سال ہے۔ ۴۰ سے ۶۰ سال کی عمر کے دوران قرآن حفظ کیا۔ نقیب سے نائب امیر تک ساری ذمہ داریاں نبھائی ہیں۔

جناب مختار احمد خان صاحب نے اپنے تعارف میں کہا کہ ان کی تعلیم بی اے ہے۔ ۱۹۸۲ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔ نقیب کی حیثیت سے تنظیم میں ذمہ داری ادا کرتے ہوئے آج ناظم بیت المال کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ عمر ۶۰ سال ہے۔

محمد نسیم الدین صاحب امیر حلقہ سندھ (زیریں) ہیں۔ ان کی عمر ۵۹ سال ہے۔ ۲۰ دسمبر ۸۵ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔ ان کے حلقے میں ۳۷۷ رفقاء ہیں۔

غلام محمد سومرو صاحب: امیر حلقہ سندھ (بالائی) ہیں۔ ان کی عمر ۵۴ سال ہے۔ ۱۹۸۹ء میں ایک سالہ کورس کیا۔ ان کے حلقہ میں رفقاء کی تعداد ۵۹۰ ہے۔

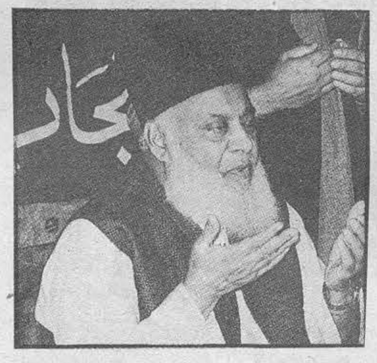

امیر تنظیم اسلامی اجتماع کے اختتام پر دعا مانگتے ہوئے

محمد ارشد گنگوہی صاحب: امیر حلقہ بلوچستان نے تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ ان کی تعلیم بی اے اور عمر اٹھاون سال ہے۔ دسمبر ۸۸ء میں تنظیم میں شمولیت ہوئی۔ رفقاء کی تعداد ۵۹ ہے۔

میجر (ر) فتح محمد صاحب: امیر حلقہ سرحد (جنوبی) اور امیر حلقہ پشاور کی عمر ۵۳ سال ۸ ماہ ہے۔ تعلیم ایف ایس سی ہے۔ ان کے حلقے میں ۷۰ رفقاء ہیں۔

اظہر بختیار خلجی صاحب: امیر حلقہ سرحد (شمالی) کی عمر ۳۹ سال ہے۔ ایک سالہ کورس کیا ہے۔ تعلیم بی ایس سی ہے۔ تنظیم میں ۱۹۹۶ء میں شمولیت ہوئی۔ رفقاء کی تعداد ۲۱۱ ہے۔

شمس الحق اعوان صاحب: ناظم حلقہ پنجاب (شمالی) کی عمر ۵۹ سال ہے۔ مکینیکل انجینئرنگ کا چار سالہ ڈپلومہ کیا ہوا ہے۔ تنظیم میں ۷۸ء میں شمولیت اختیار کی۔ رفقاء ۲۶۳ ہیں۔

محمد رشید عمر صاحب: امیر پنجاب (غربی) کی عمر سینتالیس سال۔ تعلیم بی ایس سی ہے۔ ۸۶ء میں شمولیت اختیار کی۔ رفقاء ۱۳۹ ہیں۔

انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب: امیر حلقہ پنجاب (وسطی) کی عمر ۵۰ سال ہے۔ تعلیم بی ایس سی انجینئرنگ (سول) ہے۔ تاسیسی رکن ہیں۔ تنظیم سے عارضی علیحدگی کے بعد ۸۵ء میں آمد ثانی ہوئی۔ رفقاء ۲۷ ہیں۔

شاہد اسلم صاحب: امیر حلقہ گوجرانوالہ کی عمر ۳۸ سال ہے۔ دسمبر ۸۴ء میں شمولیت ہوئی۔ رفقاء ۱۷۷ ہیں۔

مرزا ایوب بیگ صاحب: امیر حلقہ لاہور کی عمر ۵۵ سال ہے' تعلیم بی اے ہے۔ ۷۹ء میں شمولیت ہوئی۔ رفقاء ۳۵۴ ہیں۔

سعید اظہر عاصم صاحب: ناظم حلقہ پنجاب (جنوبی) کی عمر ۴۳ سال ہے۔ ۱۹۸۹ء میں شمولیت ہوئی۔ رفقاء ۱۵۵ ہیں۔ انہوں نے آخر میں نظم ''ہمیں کیا ہو گیا'' اپنی گرجدار آواز میں سنائی اور حاضرین اجتماع کو مسحور کر دیا۔

اسی دوران تنظیم اسلامی کے وہاں

حلقہ جات کا مختصر تعارف اور کارکردگی کی اجمالی رپورٹ پیش کی گئی۔

ہفتہ ۲۴ فروری کو امیر تنظیم اسلامی نے بعد نماز فجر درس حدیث دیا۔ حدیث کا متن زیر نظر شمارے میں شامل کیا گیا ہے۔ ناشتے کے وقفے کے بعد ساڑھے آٹھ بجے جناب خالد محمود عباسی' امیر تنظیم اسلامی بیروٹ نے ''دین و مذہب کا فرق'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم میں سے بہت سے لوگ دین و مذہب کو مترادف الفاظ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان میں بہت بڑا فرق ہے جسے سمجھنا ضروری ہے۔ مذہب کے معنی چلنا ہیں۔ پہلے یہ لفظ مختلف فقہوں کے معانی میں استعمال ہوتا تھا۔ آج کے دور میں مذہب صرف عبادات و رسومات تک محدود ہے۔ دین کے معنی بدلہ اور فرمانبرداری اختیار کرنا ہیں۔ لفظ دین آج کے دور میں نظام مملکت و ریاست کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ دین غالب نہ ہو تو وہ دین نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک وقت میں دو دین نہیں ہو سکتے۔ اسلام دین ہے۔ یہ ایک نظام دیتا ہے جس کے ساتھ مذہب کا حصہ بھی موجود ہے۔ دین کا لازمی تقاضا ہے کہ وہ غالب ہو۔ اگر ہم دین کو غالب کرنے کی جدوجہد نہیں کر رہے تو ہمارے تصورات میں گڑبڑ ہے جس کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔

نو بجے صبح تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کے رفیق ماہان مرزا نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ دین کا اصل مخاطب تو فرد ہے۔ لہٰذا دوسروں پر تنقید کرنے کے بجائے ہر شخص سوچنا چاہئے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ دین قائم کرنا میری ذمہ داری نہیں' اس کو قائم کرنے کے لئے کھپ جانا میری ذمہ داری ہے۔ میرا

امیر تنظیم اسلامی صحافیوں سے گفتگو کر رہے ہیں۔ ان کے ہمراہ جناب عاکف سعید صاحب' نعیم اختر عدنان اور مرزا ندیم بیگ بیٹھے ہیں

اصل امتحان یہی ہے کہ اپنا جائزہ لیا جائے کہ میری کتنی صلاحیت دین کے لئے لگ رہی ہے اور کتنی دنیا کے لئے۔ ایک حدیث قدسی میں اللہ نے فرد سے خطاب کیا ہے کہ ''اے میرے بندے میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کر دیا ہے۔ اے میرے بندے تم سب کے سب گمراہ ہو سوائے ان کے جن کو میں نے ہدایت دی' مجھ سے ہدایت مانگو میں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندے تم سب کے سب بھوکے ہو سوائے ان کے جنہیں میں کھانا کھلاؤں۔ مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھلاؤں گا۔ اے میرے بندے تم سب کے سب ننگے ہو۔ سوائے وہ لوگ جن کو میں نے ڈھانپا' مجھ سے مانگو میں تمہیں پہناؤں گا۔ اے میرے بندو تم سب کے سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں ان سب گناہوں کو معاف کرتا ہوں۔ مجھ سے مغفرت طلب کرو' میں معاف کر دوں گا۔ اے میرے بندو تم مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ تم سب کے سب مجھے کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔ اگر تم میں سے پہلا بندہ اور آخری بندہ یعنی تمام جن و انس سب سے زیادہ تقویٰ والے جیسا ہو جائے تو میری حکومت میں کوئی چیز زیادہ نہیں ہو جائے گی۔ اے میرے بندو تم سب اگر ایک مقام پر کھڑے ہو جاؤ اور مجھ سے مانگو اور میں ہر ایک کو وہ دے دوں جو اس نے مانگا ہے تو پھر میرے خزانے میں اتنی بھی کمی نہیں آئے گی جتنی کہ آپ سمندر میں سوئی ڈبوئیں اور نکالیں تو جو اس میں ہو گی۔ اے میرے بندے یہ تمہارے اعمال ہیں جن سے تمہارا گھیراؤ ہونے لگے۔ اور انہی کا بدلہ تم پر ہے۔ جسے خیر کے سوا کوئی اور بدلہ ملے وہ کسی اور پر الزام نہ لگائے سوائے خود کو۔''

لہٰذا ہم سب کو چاہئے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے عائد کردہ حلال و حرام کی پابندی کریں اور رخصت کے بجائے عزیمت کی راہ اختیار کریں۔ نظم جماعت کی پابندی اور

رفقائے تنظیم اسلامی اور احباب اجتماع میں مقررین کے دلپذیر خطابات کو توجہ و انہماک سے سن رہے ہیں

اجتماع کے آخری روز اقامت دین کی غرض سے تنظیم اسلامی میں شامل ہونے والے
سینکڑوں رفقاء امیر تنظیم سے بیعت کرتے ہوئے

معروف کے اندر اطاعت پر آمادگی کا جذبہ پیدا کریں۔ یہ عہد کریں کہ کم از کم پر اکتفا کریں گے اور اپنی جان و مال کا بیشتر اور بہتر دین کے لئے لگائیں گے۔

اس کے بعد حافظ خالد شفیع امیر تنظیم اسلامی رحیم یار خان نے فرائض دینی کا جامع تصور واضح کیا اور کہا کہ اللہ کی اطاعت کے تقاضے تقویٰ کی روح سے پورے کئے جائیں۔ تقویٰ کی اصل روح حلال روزی کمانا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کی پوری اطاعت' دل کی آمادگی سے' خدا خوفی کے جذبے اور تقویٰ کے ساتھ کرنی چاہئے۔ ہماری دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ اس دین کو دوسروں تک پہنچایا جائے۔ اپنی' اپنے گھر والوں' عزیزوں اور پوری امت کی فکر کی جائے کہ ان کی آخرت سنور جائے۔ تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ دعوت دین کا کام کرتے ہوئے نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔ انہوں نے کہا کہ آج کل ملک میں بلدیاتی انتخابات کی فضا ہے۔ ہمیں اسی مناسبت سے لوگوں سے بات کرنی چاہئے کہ ہم ووٹ نہیں مانگتے' ہم نوٹ نہیں مانگتے۔ ہم باطل نظام کو بدلنے اور اسلام قائم کرنے کے لئے ایک چوٹ مانگتے ہیں۔ لوگوں کو اس موقع پر سمجھائیے کہ الیکشن کے ذریعے کوئی تبدیلی نہیں آ سکتی' یہ سعی لا حاصل ہے۔

دن ساڑھے دس سے گیارہ بجے تک چائے کا وقفہ ہوا۔

اس کے بعد امیر تنظیم محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنی ایک تحریر "قرآن و جہاد" کا مطالعہ کرایا۔ آپ نے فرمایا حضور ﷺ کا آلۂ انقلاب قرآن ہے۔ حضور ﷺ نے قرآن کے ذریعے لوگوں کا تزکیۂ نفس کیا اور تصفیہ قلب بھی۔ حضور ﷺ کا دعوت و اصلاح کا پورا عمل قرآن ہی کے گرد گھومتا ہے۔ آپؐ کی مکی زندگی کا جہاد قرآن کے ذریعے تھا۔ صحابہ کرامؓ بھی دیوانہ وار اس جہاد میں آپؐ کے ساتھ شریک تھے۔ گویا۔

کشاکش خس و دریا ہے دیدنی کوثر
الجھ رہے ہیں زمانے سے چند دیوانے

لہٰذا جب ہم بھی پوری طرح دیوانے بن جائیں گے تو انقلاب آ جائے گا۔ ہمیں فرزانوں کا رویہ ترک کر کے دیوانوں کا کردار اپنانا چاہئے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے اپنے نفس سے جہاد کریں۔ اندر کا میدان سر کئے بغیر معاشرے سے جہاد کرنا نقصان دہ ہے۔ آج جہاد کے نام سے دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس سے مجھے امید ہے کہ بالآخر خیر ضرور برآمد ہو گا اور یہ جہادی تحریکیں عالمی نظام خلافت کے قیام میں اہم کردار ادا کریں گی اس لئے کہ بہت سے مخلص لوگ اس جہاد میں خون کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ تاہم اکثر جہادی تحریکوں کے موجودہ طریق کار میں غلطی کا پہلو غالب ہے۔ مسلمانوں پر اگرچہ دو عروج' دو زوال آئے لیکن اسلام پر ایک ہی عروج آیا۔ اس کے بعد اب تک مسلسل زوال کی کیفیت ہے۔ تاہم اسلام اب دوبارہ عروج کی طرف جا رہا ہے۔ اور قرآن اور جہاد کی طرف مسلمانوں کا رجوع بڑھ رہا ہے۔

دن ڈیڑھ بجے تا نماز عصر کھانے و آرام کا وقفہ ہوا۔

شام ساڑھے چار بجے عبدالرزاق صاحب امیر تنظیم اسلامی لاہور شمالی نمبرا کے خطاب سے دوسرے دن کے پروگرام کے دوسرے حصہ کا دوبارہ آغاز ہوا۔ انہوں نے دعوت دین کی فرضیت' عظمت و اہمیت واضح کی۔ انہوں نے کہا کہ دعوت دین انبیاء کی ذمہ داری تھی۔ ختم نبوت کے بعد یہ کام اس امت کی ذمہ داری قرار پایا۔ حضورؐ کے فرمان "بلغوا عني و لو اية" اور خطبہ حجۃ الوداع کے خطبہ "فليبلغ الشاهد الغائب" سے اس ذمہ داری کی منتقلی کا پتہ چلتا ہے۔ گویا اس امت کو یہ ڈیوٹی **Assign** کی گئی ہے اور جو کام انبیاء کا تھا وہ اب اس امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے۔

انہوں نے کہا کہ جو شخص اللہ کے دین پر کاربند رہنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ دعوت دے کیونکہ "دعوت" شیطانی حملوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں اس کام کے لئے قبول کیا ہے۔

اس کے بعد جناب شاہد اسلم امیر حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن نے داعی کے اوصاف بیان کئے۔ انہوں نے کہا اللہ خود داعی ہے۔ وہ انسانوں سے محبت کرتا ہے اس لئے ان کو ان کی فلاح و خیر کی طرف بلاتا ہے۔ اس کام کے لئے اللہ نے انبیاء بھیجے۔ جو لوگوں کو حق کی طرف بلاتے تھے۔ دوسری طرف شیطان بھی لوگوں کو راہ حق سے گمراہ کرتا ہے تاکہ انسان جہنم میں چلا جائے۔ لہٰذا دنیا میں ہمیشہ سے دو قسم کی دعوت چل رہی ہے۔ ایک حق کی دعوت' دوسرے شر کی دعوت۔ ظاہر ہے کہ ہمیں حق کی دعوت کا علمبردار بننا ہے۔ جس کے بارے میں قرآن میں ارشاد ربانی ہے: "اس سے بہتر کس کی بات ہو گی جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے"' جس کو رب نے چنا ہو اس کی عظمت کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ لیکن یہ جتنا اونچا منصب ہے اتنا ہی داعی کا کردار بھی اونچا ہونا چاہئے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ انسانیت کو اللہ کی طرف حضورؐ کے طریقے پر یعنی قرآن کے ذریعے بلایا جائے۔ دوسرے یہ کہ داعی کے کردار اور گفتار میں

اجتماع کے شرکاء کے لئے بنائی گئی رہائش گاہوں کا اندرونی و بیرونی منظر

اجتماع گاہ کے باہر کتب، آڈیو وویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کے سٹال کا ایک منظر

ہم آہنگی ہونی چاہیے۔ اس میں دنیا کی خاطر قربانی و ایثار کا جذبہ ہونا چاہیے اور مشکلات پر صبر کرنے والا ہو۔ ورنہ حالات سے تنگ آ کر رک جائے گا۔ دعوت کو حکمت اور سلیقے سے پیش کرے۔ قدر مشترک سے بات شروع کی جائے۔ اس میں داعیانہ تڑپ اور مثالی سوز ہونا چاہیے۔ سب سے بڑھ کر یہ کام بے لوث ہو اور بے غرض ہو۔ دعوتی کام میں تسلسل ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ شیطان کی دعوت دجالی فتنے کے ذریعے جاری ہے۔ اگر ہم حق کی دعوت کے لئے کمربستہ ہو جائیں تو ان شاء اللہ کامیاب ہوں گے۔

بعد نماز مغرب جناب رحمت اللہ بٹر صاحب نے فکر آخرت کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ انسان اگر یہ فکر سامنے رکھے کہ اسے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے اور اسے اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا تو وہ نفس اور شیطان کے حملوں سے بچ سکتا ہے۔ اگر ہر نفس یہ بات سامنے رکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا بھیجا ہے تو وہ آخرت میں ضرور کامیاب ہوگا۔

بعد ازاں عشاء تک امیر محترم سے رفقاء و احباب کی سوال و جواب کی نشست چلتی رہی۔

تیسرے روز اتوار ۲۵ فروری کا آغاز بعد نماز فجر امیر محترم کے درس حدیث سے ہوا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر ساڑھے آٹھ بجے پروگرام کا آغاز ہوا۔

سب سے پہلے جناب مختار حسین فاروقی امیر حلقہ پنجاب وسطی نے اسلامی انقلابی کارکنوں کے اوصاف بیان کئے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن مجید میں دو گروہوں کا ذکر ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جن سے اللہ راضی ہے۔ دوسرا گروہ مغضوب علیھم کا ہے۔ بیعت کرنے کے بعد ایک کارکن کا بہترین مثالی نمونہ صحابہؓ کی زندگی ہے یہ ہمارے مقتدا ہیں۔ ہمیں ان سے رہنمائی لینی ہے۔ صحابہؓ کے اوصاف ہی دراصل ایک اسلامی انقلابی کارکن کے اوصاف ہونے چاہئیں۔ انہوں نے کہا اسلامی انقلابی کارکن کے پیش نظر آخرت ہونی چاہیے۔ اس کے لئے پہلی ضروری بات یہ ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے۔ اسلامی جماعت کے کارکنوں کے دوسری انقلابی جماعتوں سے مختلف اوصاف ہیں۔ قرآن میں ہے کہ وہ کافروں کے لئے بہت سخت اور آپس کے معاملات میں نہایت رحم دل ہیں۔ وہ دن کے شہسوار، رات کے راہب ہوں۔ بحیثیت انسان قرآن کا ان سے بنیادی مطالبہ ہے۔

۱۔ وہ عادل ہوں
۲۔ ہر کام خوبصورتی سے کریں۔
۳۔ انفاق مال میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔
۴۔ فحاشی سے اجتناب اور فحش کاموں سے رکنے والے ہوں۔
۵۔ منکرات سے بچیں۔
۶۔ اللہ کے احکام کی نافرمانی سے رکیں۔

جناب شمس الحق اعوان ناظم حلقہ پنجاب (شمالی) نے بیعت سمع و اطاعت کے تقاضے پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا میرے نزدیک اگر اطاعت کے مرحلے سے گزر جائیں تو نظم کے سارے مرحلے طے ہو جائیں گے دنیا میں کوئی چھوٹا سے چھوٹا کام نظم کے بغیر ممکن نہیں۔ صحابہؓ کی قلیل جماعت کی کامیابی کا راز یہ تھا کہ نظم کا بے نظمی سے مقابلہ ہوا تو نظم جیت گیا۔

نظم کہتے ہیں پرونے کو یعنی سوئی پرونا، آراستہ کرنا وغیرہ۔ اسلام کا کام بغیر نظم کے ہو ہی نہیں سکتا۔

انہوں نے کہا اگر دل کے اندر یہ تڑپ نہ ہو کہ اللہ کا دین غالب آ جائے اور نوع انسانی امن کی چھتری میں رہے تو جان لیجئے توحید کا تقاضا پورا نہیں ہوگا۔ انہوں نے نظم جماعت کے فائدے گنواتے ہوئے کہا کہ نظم کے ذریعے سے مصائب برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ صلاحیتوں کا صحیح استعمال ہوتا ہے۔ کم وقت میں زیادہ کام ہوتا ہے۔ جماعتی زندگی اختیار کرنا ڈپریشن کا بھی علاج ہے۔ انہوں نے کہا جماعت سازی کے لئے بیعت کا طریقہ حضورؐ کا طریقہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا جس کی گردن میں بیعت کا قلادہ نہیں وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اگر ہمیں حضورؐ سے محبت ہے تو ہمیں بیعت سمع و طاعت کو اختیار کر کے اس کا ثبوت دینا چاہیے۔

اس کے بعد نائب امیر حافظ عاکف سعید صاحب نے ''جماعتی زندگی میں اخوت و ایثار کے تقاضے'' کے موضوع پر اظہار خیال فرمایا۔ امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر صاحب کے اختتامی خطاب سے قبل یہ اجتماع کا آخری خطاب تھا۔ اپنی گفتگو کے آغاز میں نائب امیر نے سادھوکی میں واقع فردوسی فارم جیسے پر فضا اور صاف ستھرے ماحول میں اس نہایت سنجیدہ اور باوقار اجتماع کے حوالے سے اپنے احساسات بیان فرمائے۔ اپنے احساسات کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے اقبال کی نظم ''ذوق و شوق'' اور ''ساقی نامہ'' کے ابتدائی اشعار کا بطور خاص حوالہ دیا۔

قلب و نظر کی زندگی دشت میں صبح کا سماں
چشمۂ آفتاب سے نور کی ندیاں رواں
حسن ازل کی ہے نمود، چاک ہے پردۂ وجود
دل کے لئے ہزار سود، ایک نگاہ کا زیاں!
سرخ و کبود بدلیاں چھوڑ گیا سحاب شب
کوہ صنم کو دے گیا رنگ برنگ طیلساں
گرد سے پاک ہے ہوا، برگ نخیل دھل گئے
ریگ نواح کاظمہ نرم ہے مثل پرنیاں
آگ بجھی ہوئی ادھر، ٹوٹی ہوئی طناب ادھر
کیا خبر اس مقام سے گزرے ہیں کتنے کارواں

ساقی نامہ کے یہ اشعار تو واقعتہً بہت زیادہ مناسب حال معلوم ہوئے۔

ہوا خیمہ زن کاروانِ بہار
ارم بن گیا دامن کوہسار
گل و نرگس و سوسن و نسترن
شہید ازل لالہ خونیں کفن
جہاں چھپ گیا پردہ رنگ میں
لہو کی ہے گردش رگ سنگ میں
شراب کہن پھر پلا ساقیا
وہی جام گردش میں لا ساقیا
تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضیٰؓ سوز صدیقؓ دے
یہی کچھ ہے ساقی متاع فقیر
اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر
میرے قافلے میں لٹا دے اسے
لٹا دے ٹھکانے لگا دے اسے

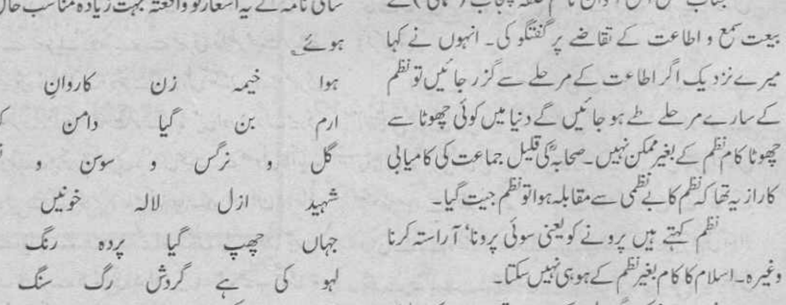

شعبہ نشر و اشاعت کے اراکین اجتماع کی رپورٹنگ کرتے ہوئے

انہوں نے کہا یہ اللہ کے عطا کردہ نظام کو قائم کرنے کے خواہشمند ایسے ہم مقصد ساتھیوں کا اجتماع ہے جہاں اجر وثواب کی لوریاں سنانے کے بجائے فرائض دینی کی جانب توجہ دلانے اور حاضر وموجود سے بیزار کرنے کا سامان کیا جارہا ہے۔ اس اجتماع کی نوعیت تربیتی ہے۔ ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ جماعتی زندگی میں دو چیزیں نہایت اہم ہیں۔

۱۔سمع وطاعت ۲۔رحماء بینھم کی کیفیت

ان کے بغیر جماعتی زندگی نہیں ہے۔ اگرچہ رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ تمام اہل زمین سے ہو۔ پھر درجہ بدرجہ انسانوں اور پھر مسلمانوں کے لئے رحمت میں شدت آنی چاہئے۔ تاہم انقلابی جماعت کے کارکنوں میں رحمت وشفقت کا یہ تعلق سب سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ نہیں ہوگا تو جماعتی تقاضے پورے نہیں ہوں گے۔ اپنے مشن سے جتنی زیادہ کمٹمنٹ ہوگی اتنا ہی آپس میں تعلق ومحبت ہوگی۔ رفقاء کی آپس میں محبت کا اللہ کی نظر میں کیا مقام ہے' اس ضمن میں حدیث قدسی میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو ایک دوسرے سے میرے جلال اور میری عظمت کی وجہ سے محبت کرتے تھے۔ آج میں ایسے لوگوں کو اپنے عرش کے سائے تلے جگہ دوں گا۔ جس دن اس ایک سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

دوسری حدیث موطا امام مالک میں منقول ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری محبت واجب ہوگی ان لوگوں کے لئے جو ایک دوسرے سے میری خاطر محبت رکھتے ہوں اور جو میری خاطر ایک دوسرے سے مل بیٹھیں اور جو میری خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرنے جائیں اور جو لوگ میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کریں۔'' اس محبت کے حصول کا ایک عملی طریقہ یہ ہے کہ سلام کو عام کیا جائے۔ اور ان روحانی بیماریوں سے بچا جائے جو سورۃ الحجرات میں بیان ہوئی ہیں۔ یعنی: ۱۔ ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائیں۔ ۲۔ عیب چینی نہ کریں۔ ۳۔ زیادہ ظن سے بچیں۔ ۴۔ ٹوہ میں نہ لگے رہیں۔ ۵۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کریں۔ ان بیماریوں کی وجہ سے ایک دوسرے کے لئے بغض پیدا ہوتا ہے اور اگر یہ بیماریاں ہوں تو جماعت کی زندگی کامیاب نہیں ہوسکتی۔

اس کے بعد سعید اظہر عاصم امیر حلقہ پنجاب جنوبی نے اپنی پرسوز اور گونج دار آواز میں دو نظمیں سنائیں۔

آخر میں امیر تنظیم اسلامی نے آل عمران کی آیت ۱۰۲ تا ۱۰۴ پر مشتمل درس دیا۔ اسے دراصل ہر اتوار کو قرآن آڈیٹوریم میں منعقد ہونے والے سلسلہ وار درس کی ہی ایک کڑی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس اتوار کو علاقائی اجتماع کے انعقاد کے باعث یہ درس یہاں فردوسی فارم پر دیا گیا۔ انہوں نے کہا امت کہتے ہیں ہم مقصد لوگوں کو۔ اسلام میں اجتماعیت کی بنیاد رنگ ونسل' حسب ونسب کی بنیاد پر نہیں بلکہ نظریہ کی بنیاد پر ہے۔ وہ مقصد کیا ہے جس کی بنا پر امت مسلمہ وجود میں آئی ہے۔ انفرادی سطح پر وہ مقصد ہے کہ اللہ راضی ہو جائے اور آخرت میں جہنم سے چھٹکارا اور جنت میں داخلہ نصیب ہو جائے۔

جبکہ اجتماعی مقصد فلاح کا حصول ہے۔ فلاح کا معنی ہیں پھاڑنا۔ ہمارے اندر جو روح پنہاں ہے' مادی غلاف پھاڑ کر اسے پھلنے پھولنے کا موقع دیا جائے۔ رسولوں کی بعثت کا مقصد یہی تھا کہ لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا جائے۔ اب ختم نبوت کے بعد اس امت پر یہ ذمہ داری ڈال دی گئی۔ ہے چنانچہ اس امت کی تاسیس کا مقصد یہ ہے کہ اسے لوگوں پر گواہ بنایا جائے۔ اس آیت میں اس امت کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل بیان کیا گیا ہے جو یہ ہے۔ ۱۔ تقویٰ اختیار کریں۔ ۲۔ تفرقہ میں مبتلا نہ ہوں اور اللہ کی رسی یعنی قرآن سے چمٹ جائیں۔ ۳۔ امت کے اندر ایک گروپ ایسا ضرور ہو جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرے۔ حضور ﷺ نے نہی عن المنکر کے تین درجے بیان کئے ہیں۔ ۱۔ تم میں سے جو شخص بدی کو دیکھے لازم ہے طاقت سے روکے۔ ۲۔ اگر اس کی ہمت نہیں ہے تو زبان سے روکے۔ ۳۔ اگر اس کی ہمت نہیں تو دل سے شدید نفرت ہو۔ یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ گویا بدی سے نفرت نہیں ہوگی تو ایمان نہیں ہے۔

لہذا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اللہ کے دین کے علمبردار بن کر کھڑے ہوں' ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اللہ انسان کو جس مقام پر فائز کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ان شرائط کو پورا کرنا ہوگا۔ اسی سہ نکاتی لائحہ عمل کو اختیار کر کے ہم ان دکھوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں جن کا میں نے اپنے خطاب جمعہ میں ذکر کیا تھا۔

اس کے بعد نماز ظہر ادا کی گئی۔ نماز ظہر کے بعد اپنے اختتامی کلمات میں امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے رفقاء کو خوشخبری سنائی کہ فردوسی فارم کا یہ حصہ جس میں اجتماع منعقد ہوا ہے' اقتدار احمد مرحوم کے صاحبزادوں نے اللہ کے دین کے لئے وقف کر دیا ہے۔ یہ کہتے ہوئے امیر محترم کی آواز شدت جذبات سے بھر آئی۔ آخر میں اجتماعی دعا پر یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: فرقان دانش خان)

اجتماع کی جھلکیاں

- اجتماع کا آغاز حسب اعلان ۱۲ بجے دوپہر تنظیم اسلامی کے ناظم دعوت وتربیت جناب چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب کے خطاب عام سے ہوا۔ بٹر صاحب نے ٹھیٹھ پنجابی زبان میں ''عبادت رب'' کے موضوع پر خطاب کیا۔
- بٹر صاحب کے خطاب کے بعد امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ''ہمارے دکھوں کا واحد علاج اسلام'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ ڈاکٹر صاحب کا انداز خطابت روایتی انداز سے ہٹ کر تھا' جس میں تذکیری رنگ غالب تھا۔
- نماز جمعہ کی امامت کے فرائض نائب امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے سرانجام دیئے۔
- نماز جمعہ کے بعد رفقاء کی تواضع لذیذ بریانی سے کی گئی۔
- اجتماع گاہ میں نماز عصر کے بعد ناظم اجتماع جناب مرزا ایوب بیگ صاحب نے استقبالیہ کلمات ادا کیے۔
- اجتماع گاہ کو آیات قرآنی اور خوبصورت عبارتوں اور نعروں سے مزین رنگارنگ بینرز اور تنظیم اسلامی کے پرچموں سے سجایا گیا تھا۔
- نماز عصر سے نماز عشاء تک ناظمین مرکز اور امراء حلقہ جات تنظیم اسلامی نے فرداً فرداً تعارف کرایا۔
- مرکزی ناظمین اور امراء حلقہ جات نے ذاتی تعارف میں جب امیر محترم کے دینی احسانات کا تذکرہ کیا تو امیر محترم کی آنکھوں میں اللہ کے لئے جذبات تشکر کے طور پر آنسو امڈ رہے تھے جنہیں وہ کوشش کے باوجود رفقائے تنظیم اسلامی سے چھپانے کی ناکام کوشش میں مصروف رہے۔
- اجتماع گاہ کے باہر چائے' پھل' جوس' برگر اور مٹھائی کے سٹال بھی لگے ہوئے تھے جن سے خواب خواب استفادہ کیا گیا۔
- اجتماع کو مثالی بنانے میں فردوسی فارم کے مالکان اور امیر تنظیم اسلامی کے بھتیجوں یعنی بانی ندائے خلافت جناب اقتدار احمد مرحوم کے صاحبزادگان جناب اسعد صاحب اور جناب امجد صاحب نے خصوصی محنت کی۔
- امیر حلقہ لاہور جناب مرزا ایوب بیگ صاحب نے اپنے تعارف میں ایک دلچسپ واقعہ سنایا کہ امیر محترم کے بارے میں ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ انہوں نے اپنے بڑے بیٹے جناب ڈاکٹر عارف رشید صاحب کو ایم بی بی ایس کی تیاری کے لئے ایک قادیانی ڈاکٹر کے حوالے کر رکھا ہے۔ اس پر میں غصے میں آ گیا اور ڈاکٹر صاحب کو ایک سخت خط لکھ دیا جس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے مجھے بلا کر پوری بات کی وضاحت کی تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر یقین صاحب ماشاء اللہ مسلمان ہیں اور ان کے بارے میں پراپیگنڈہ غلط تھا۔ امیر محترم سے ان کی شناسائی زمانہ طالب علمی سے چلی آرہی ہے۔
- حلقہ زیریں سندھ کے امیر سید نسیم الدین صاحب نے اپنے تعارف میں بتایا کہ وہ تنظیم اسلامی میں شمولیت سے قبل دبئی میں پاکستان کلچرل سنٹر کے

بانی اور سربراہ تھے۔

- تنظیم اسلامی کے نائب امیر حافظ عاکف سعید صاحب نے ایک سوال کے جواب میں انکشاف کیا کہ انہوں نے کالج کی تعلیم کے ساتھ ساتھ بی اے کے دوران حفظ قرآن کا مرحلہ طے کیا اور تنظیم اسلامی کے تاسیسی اجلاس میں شرکت کرنے والوں میں وہ سب سے کم عمر شریک تھے۔
- ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور جناب قمر سعید قریشی نے بھی اپنی ذاتی زندگی کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے اپنے طور پر ۴۰ سال کی عمر میں حفظ قرآن شروع کیا اور ۶۰ سال کی عمر میں مکمل کرلیا۔
- اجتماع کے اختتامی اجلاس میں امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب فردوسی فارم کے مالکان سعید اسعد صاحب' امجد سعید صاحب اور رشید ارشد صاحب کی جانب سے ۱۳ ایکڑ اراضی اللہ کے دین کیلئے وقف کرنے کے اعلان کے دوران اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور ان کی آواز بھرا گئی جبکہ آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔
- امیر تنظیم اسلامی نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اسی سال فردوسی فارم میں تنظیم اسلامی کا آل پاکستان اجتماع بھی ہونا چاہئے۔
- ۲۵ فروری کو نماز ظہر پر اجتماع کا اختتام ہوا۔ دعا اور کھانے کے بعد رفقاء اپنے اپنے شہروں کو روانہ ہو گئے۔

اجتماع میں شرکت سے فکری یاددھانی ہوئی' شرکاء کے تاثرات

تنظیمی زندگی میں اجتماعات کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ جیسے ہر معاشرے میں کوئی نہ کوئی سالانہ تہوار ہوتا ہے۔ اسی طرح سے ہم مقصد ساتھیوں سے مل بیٹھنے کا بہانہ ہوتے ہیں وہاں فکری تازگی اور یاددھانی کا بھی باعث ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے ہم نے قارئین ندائے خلافت کے لئے چند شرکاء کے تاثرات قلمبند کئے ہیں جو درج ذیل ہیں :

محمد یوسف بٹ' رفیق تنظیم اسلامی گوجرانوالہ

اجتماع کے تمام پروگرام بے مثال تھے تمام مقررین نے ایمان افروز تقاریر کرکے ہمارے فکر کو جلا بخشی ہے۔ خاص طور پر محترم جناب رحمت اللہ بٹر صاحب کا انداز خطابت بہت پر اثر تھا۔ انہوں نے پنجابی انداز میں جیسے مثالوں سے عبادت رب کا مفہوم سمجھایا ہے وہ بہت عمدہ تھا بہتر انتظامات پر ہم منتظمین کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

پروفیسر غلام مصطفیٰ باجوہ (مبصر) پسرور

تنظیم اسلامی کے اجتماع میں شرکت کر کے مجھے گھریلو ماحول کا احساس ہوا اور اس کے علاوہ تقاریر سننے کے بعد معلوم ہوا کہ تنظیم اسلامی مسلکی اختلافات سے بالاتر ہوکر کام کررہی ہے۔ جبکہ اکثر دینی جماعتیں مسلکی اختلافات کی بنیاد پر کام کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں جلد تنظیم میں شامل ہوکر فعال کارکن کی حیثیت سے کام کروں گا۔

سلمان نذیر' رفیق تنظیم اسلامی ڈسکہ

تنظیم کے اجتماع میں شرکت کر کے فکری تازگی ہوئی اور آئندہ نئے جذبے کے ساتھ کام کرنے کے عزم نے جنم لیا ہے۔ اجتماع کے تمام انتظامات بہت عمدہ ہیں۔ جس پر ناظم اجتماع جناب مرزا ایوب بیگ صاحب اور ان کی پوری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے۔

پروفیسر منور احمد (مبصر)' بڈھا گورائیہ تحصیل ڈسکہ

اجتماع میں شرکت کرکے دلی مسرت کا احساس ہوا ہے۔ یہاں پر آکر ہمیں اپنائیت کا ماحول ملا ہے۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ تنظیم اسلامی مسلکی اختلافات کو بالا طاق رکھ کر غلبۂ دین کے لئے کوشاں ہے۔ میری یہ کسی بھی تنظیم اسلامی کے اجتماع میں پہلی مرتبہ شرکت ہے۔

اظہر بختیار خلجی' امیر تنظیم اسلامی شمالی سرحد

تنظیمی اجتماعات کا انعقاد فکر کی تازگی کا باعث ہوتا ہے اور ان اجتماعات میں شریک رفقاء کو تحرک دینے کا باعث بنتی ہے۔ اجتماع کے انتظامات نے ہمیں بہت متاثر کیا ہے اور منتظمین نے رفقاء کے آرام اور آسائش کا ہر طرح سے خیال رکھا ہے۔ انتظامات کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔

رفیق راشدی صاحب' رفیق تنظیم اسلامی گجرات

اجتماع کے تمام انتظامات اور پروگرام بہت عمدہ تھے۔ اجتماع کی وجہ سے ہماری تمام ساتھیوں سے ملاقات ہوجاتی ہے۔ اور ایک دوسرے کے تنظیمی تجربات سامنے آنے سے ہمیں کام کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ کھلے مقام پر اجتماع کرنے کا تجربہ بہت اچھا ہے۔

حاجی محمد اقبال' رفیق تنظیم اسلامی گجرات

فکر کو تازہ کرنے کے لئے اجتماعات کا انعقاد ہوتا رہنا چاہئے اس سے رفقاء میں باہم تعلقات کو فروغ ملتا ہے اور اس فکر کی یاددھانی ہوتی ہے۔ اجتماعات کے انتظامات بے مثال تھے۔ گھر سے دور رہ کے ہمیں گھر کی یاد نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کو عمر دراز عطا فرمائے اور ملک پاکستان کو ان کی زندگی میں اسلام کا گہوارہ بنادے۔

مبتدی تربیت گاہوں کا شیڈول

18 تا 24 مارچ 2001ء
سکھر: دفتر تنظیم اسلامی حلقہ بالائی سندھ
A-7 پروفیسر ہاؤسنگ سوسائٹی شکارپور روڈ سکھر

1 تا 7 اپریل 2001ء
الہدیٰ پبلک سکول جار باجوڑ

25 تا 31 مارچ 2001ء
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
A-67 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

اجتماع گاہ میں آویزاں کئے گئے چند بینرز کی عبارات

- انسانیت کی فلاح اسلام کے دامن سے وابستہ ہے۔
- گر ''لا الہ الا اللہ'' نہیں تو پاکستان کا بھی کوئی جواز نہیں۔
- امن منت وسماجت سے نہیں' طاقت اور قوت سے قائم ہوتا ہے۔
- دنیا کی سپر طاقت امریکہ کا ہاتھ جھٹکنے کے بعد کائنات کی سپریم طاقت اللہ تعالیٰ سے صلح کے لئے سودی معیشت سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔
- شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ ——— عزت واقتدار کی کلید ہے۔
- اسلام اور پاکستان لازم وملزوم ہیں۔
- عوام سے محبت خلافت   اللہ کی رحمت خلافت
- We condemn terrorism and are proud to be fundamentalists.
- دشمن کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ جنگی صلاحیت ہماری قومی ہی نہیں بلکہ دینی ذمہ داری ہے۔
- ریڈیکل اسلام اگر بنیاد پرستی ہے تو ہمیں اس پر فخر ہے۔

اے پیکرِ گل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ

قطعہ اراضی کے حصول کے لئے امیر محترم کی دعا نے حقیقت کا روپ دھار لیا

تنظیم اسلامی کے قافلے میں رفقاء کے قابل لحاظ اضافے کی وجہ سے اب تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع قرآن اکیڈمی اور قرآن کالج کی عمارات میں منعقد کرنا ممکن نہیں رہا۔ چنانچہ اس ''مجبوری'' کے باعث تنظیم اسلامی کے بیدار مغز امیر جناب ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے اس کا حل یہ تجویز کیا کہ تنظیم کے مختلف حلقہ جات کے لئے علاقائی اجتماعات منعقد کئے جائیں تاکہ سالانہ اجتماع کے مقاصد کو بہتر طریقے سے حاصل کیا جا سکے۔ ان علاقائی اجتماعات کے سلسلے کا پہلا اجتماع حلقہ سندھ بلوچستان کے رفقاء کے لئے قرآن اکیڈمی کراچی میں منعقد کیا گیا۔ علاقائی اجتماعات کے اسی سلسلے کا دوسرا اجتماع پنجاب اور آزاد کشمیر کے حلقہ جات کا مشترکہ اجتماع فردوسی فارم دراجلے ضلع گوجرانوالہ میں منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔

فردوسی فارم کی داغ بیل امیر محترم کے برادر خورد اور غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد میں ان کے دست راست جناب اقتدار احمد مرحوم نے ۱۹۹۱ء میں ڈالی تھی۔ اس فارم کا کل رقبہ سات ایکڑ کے قریب ہے۔ تنظیم اسلامی کے لئے مرحوم کی خدمات قابل قدر ہی نہیں بلکہ قابل ستائش اور لائق تقلید بھی ہیں۔ مرحوم جنت آشیانی اقتدار احمد کے تینوں لائق اور سعادت مند بیٹے بھی اپنے عظیم والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے غلبہ دین کی جدوجہد کی خاطر قافلہ تنظیم اسلامی میں عملاً شریک ہیں۔ مرحوم کے بڑے صاحبزادے جناب اسعد صاحب کی فراخدلانہ پیشکش کے نتیجے میں آل پنجاب علاقائی اجتماع کو فردوسی فارم میں منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا تھا۔ ۲۳ تا ۲۵ فروری ۲۰۰۱ء کے تین دنوں میں فردوسی فارم دراجلے غلبہ دین کے لئے سرگرم عمل رفقاء اور رفیقات کا مسکن بنا رہا۔ فردوسی فارم ہر اعتبار سے ایک بہترین اجتماع گاہ ثابت ہوا۔ اجتماع کے آخری دن جناب اسعد، جناب امجد اور جناب ارشد تینوں بھائیوں نے مادہ پرستی اور دجالی فتنے کے اس دور فتنہ آشوب میں فردوسی فارم میں سے لب سڑک وہ تین ایکڑ اور ان میں موجود تمام تعمیرات کو جو اجتماع کے دوران بھرپور طور پر استعمال میں آئیں' اللہ کے دین کے لئے وقف کرنے کا فیصلہ کیا۔ امیر تنظیم اسلامی نے اس گلشن کے باغبان کی حیثیت سے تین روزہ علاقائی اجتماع کے اختتام پر خوشی اور تشکر کے ''دیدنی'' جذبات کے ساتھ رفقاء کو یہ خوشخبری سنائی تو اجتماع میں شریک رفقاء کی عظیم اکثریت بھی مسرت و انبساط کے ان لحات میں اپنے عالی قدر اور درویش صفت امیر کے رنگ میں رنگی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

جناب اقتدار احمد مرحوم و مغفور کے لائق اور سعادت مند

منیب اختر عدنان

فرزندوں بلکہ سپوتوں نے اپنی یہ قیمتی جگہ اللہ کے دین کے لئے وقف کر کے اپنے دامن میں ''خیر کثیر'' کا قیمتی ذخیرہ سمیٹ لیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ اسے قبول فرما کر وقف کنندگان کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین۔ **اللھم زد فزد**

اس موقع پر مجھے اپنے عالی مرتبت امیر محترم کے بارے میں بھی کچھ کہنا ہے۔ قارئین! اگرچہ میں ''ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں'' کا دعوی دار ہوں مگر ''گنجی نہائے گی کیا اور نچوڑے گی کیا'' کے مصداق علم و عمل سے تہی دامن مجھ جیسا ''طفل مکتب'' دور حاضر کے ''امام برحق'' کے بارے میں کیا لکھ سکتا ہے۔ چنانچہ علامہ کا شعر مستعار لے رہا ہوں' وہ فرماتے ہیں:

عناصر اس کے ہیں روح القدس کا ذوق جمال
عجم کا حسن طبیعت' عرب کا سوز دروں

چند ماہ پہلے تنظیم اسلامی کے اعلیٰ سطحی مشاورتی اجلاسوں میں یہ بات غور و فکر کا مرکز و محور بنی رہی کہ تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع کے لئے ایک بڑا قطعہ اراضی خریدا جائے----چنانچہ اس خواہش کے پیش نظر کئی ایک سروے ہوئے----حاصل یہ کہ بات تیس چالیس لاکھ کی رقم تک پہنچتی تھی جب کہ تنظیم اسلامی کا بیت المال اس خطیر رقم کی فراہمی کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ امیر محترم مدظلہ نے وسیع قطعہ اراضی کی ضرورت' اپنی اور تنظیم اسلامی کے ذمہ دار حضرات کی خواہش کو ''اپنے سینے میں اسے اور ذرا تھام ابھی'' کے مصداق یہ کہہ کر اس مسئلہ کو Wind up کر دیا کہ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا وہ تنظیم اسلامی کو درکار قطعہ اراضی کا مسئلہ اس طریقے سے حل کر دے گا کہ کوئی صاحب خیر خود ہی اس ضرورت کو پورا کرنے پر آمادہ ہو جائے گا----تو رفقاء گرامی اور قارئین محترم! ہمارے امیر محترم کی یہ دعا اور جملہ رفقاء کی یہ خواہش حقیقت کا روپ دھار کر رنگ لا چکی ہے۔ علامہ اقبال کے دو مصرعے آپ سب کی نذر کر رہا ہوں۔ ''بے تاب نہ ہو معرکہ بیم و رجا دیکھ'' اور

''اے پیکر گل کوشش پیہم کی جزا دیکھ''

مکتوب شکاگو

طالبان کی ''بت شکنی'' پر امیر تنظیم اسلامی کا موقف

جس کی صدائے بازگشت ''شکاگو۔ سن ٹائمز'' سے سنائی دی گئی

جناب مدیر صاحب ــــــ السلام علیکم!

مڈ ویسٹ میں سب سے زیادہ پڑھے جانے والے اخبار ''شکاگو سن ٹائمز'' (''Chicago Sun Times'') میں افغان حکمرانوں کے مجسموں (بتوں) کو تباہ کرنے کے حکم کے حوالے سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اخبار لکھتا ہے:

''افغانستان کے سخت گیر / بے لچک طالبان حکمرانوں نے ۵ویں صدی کے دو عظیم یادگاری بدھ مجسموں سمیت تمام بتوں کو مسمار کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ بات واضح نہیں ہے کہ انہیں اس عمل پر کس نے اکسایا۔ لیکن پاکستان کے ایک مشہور اسلامی سکالر ڈاکٹر اسرار احمد کا کہنا ہے کہ طالبان نے اپنی راہ رسولِ اسلام حضرت محمد ﷺ کی پیروی میں اختیار کی ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے کسی زندہ مخلوق کی تصویر بنانے یا اس کا بت بنانے سے منع کیا ہے۔ اس لحاظ سے طالبان مجسموں کو تباہ کرنے کا حکم دینے میں حق بجانب تھے تاہم اگر افغانستان میں بدھ مت کے پیروکار موجود ہوتے تو طالبان کے لئے ضروری ہوتا کہ وہ انہیں اس بات کی اجازت دیں کہ وہ اپنی مخصوص عبادت گاہوں کی حدود میں ان مجسموں کو رکھ کر ان کی پوجا کر سکیں۔''

(رعنا ہاشم خان' شکاگو)

EARTHQUAKES

B.A.Malik says in his letter "Earthquake, a lesson" (The Nation, February 09, 2001), that earthquakes are geophysical phenomena with scientifically understandable causes and we must not regard them as manifestations of God's wrath.
First of all let me remind him that according to very explicit Qur'anic verses Allah's anger may at times manifest itself in the form of an earthquake. For example one of the punishments inflicted on the people of Madyan was *Rajfah*: an earthquake. Therefore the apprehension of people perceiving the recent earthquake as one such manifestation is not without foundation.
Secondly the Qur'an also mentions in equally explicit terms that the Divine punishment may not always specifically hit those who are directly involved in sinful acts. It may come as a warning to areas in their vicinity (Al-Qur'an 13: 31). And thirdly earthquakes are geophysical phenomena no doubt, but who exactly does Mr. Malik presume is governing those phenomena.

(Amina Nasim Khawaja)

(Published in Daily "The Nation", February 28, 2001)

How & Why?

By: Arif Qamar Khan, Islamabad.

This is with reference to the letter from Ms. Amina Naseem Khawaja, (The Nation, February 28, 2001). There is a very delicate differentiation between the HOW and the WHY.
In sciences, we learn how God Al-mighty has desired this earth or universe to function. That we learn, only a little, by experimentation, observation and reasoning.
The other side is WHY, that is only explainable spiritually. How a person dies, might be by heart attack or a cancer, but why he dies is because of the will of Allah, except the Shaheeds, who die by an act of another person. Just the reason behind scientifically explainable phenomena does not preclude the will of Allah, the Benevolent and the Merciful, but Who is also Rabb-e-Zul-Jalal as well, and those who displease Him suffer His wrath in this life and that to come.
I fully agree with the views of Ms. Amina Naseem Khawaja for such a nice and learned concept of life and her explanation through the Holy Qur'an, the inspiring book of ultimate wisdom.

(Courtesy: The Nation March 3, 2001)

KHILAFAH CONFERENCE

Congratulation to on the successful Seerah Conference and to your Web Site Manager for putting such a nice program for us. May Allah make every sincere and correct line of action advocated in the conference. His Izn and make it a reality. We are week and disorganized, but He is not.
The call of General Abbasi for Aljama-ah should be taken seriously. When one of the basic requisite for Jihad is one Ameer, we will never reach that stage. And if we do enter Jihad with a coalition of organizations the cohesion will be lost as soon as the objective is achieved as we saw it in Afghanistan. The issue is not like the one of finding a pair of shoes which you can get in one of the many shops, but it is of a deen which is one and still not one because of egos and Itteba e Subul. Dawat-e-deen is possible by such jamaaths but Izhar-e-deen will never be possible. May Allah give wisdom and courage to the leaders of all existing organizations to merge into one on the basis of basics.
May Allah bring amongst our leaders the quality of Hazrath Ali RA and Hazrath Hassan RA who abdicated claim to leadership and become very sincere advisers and follower of the leader. We see this quality in non-Muslims these days. Barak is willing to cooperate with Sharon. Al Gore gives up his claim to Presidency and owes his allegiance to Bush in deference of Supreme Court Decision. Non-Muslims bow their head to the decision of their organization, but Muslims are defiant in fighting every opinion which does not correspond to their own, no matter how trivial the issue might be, and how devastating the consequences of their descent might be. General Hamid Gul's order of 3 Ds should be reversed. Dialogue should precede Defiance.

(Dr. Basheer Ahmad Khan, Garden Grove, CA 92844)

Vol : 10 Regd. CPL No.127 No.9
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

تحفۂ حدیث

تنظیم اسلامی کے علاقائی اجتماع برائے حلقہ پنجاب و آزاد کشمیر کے موقع پر امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ تعالیٰ نے ۲۴ اور ۲۵ فروری کو نماز فجر کے بعد درس حدیث دیا۔ امیر محترم نے دوسرے دن کے درس کے بعد دونوں دن پیش کی جانے والی حدیثوں کو اپنی جانب سے شرکائے اجتماع کے لئے ایک تحفہ قرار دیا اور اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ حاضرین درس ان دونوں حدیثوں کا متن زبانی یاد کرلیں۔

۱

عن ابی ھریرة رضی اللّٰہ عنہ اَنَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ قال :

((ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ وَ ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ ' فَاَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ ' وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضٰى وَالسَّخَطِ ' وَالْقَصْدُ فِي الْغِنٰى وَالْفَقْرِ ' وَاَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًى مُتَّبَعٌ ' وَشُحٌّ مُطَاعٌ ' وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ ' وَهِيَ اَشَدُّهُنَّ)) رواہ البیھقی فی شعب الایمان

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : ''تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کر دینے والی ہیں۔ نجات دینے والی چیزیں یہ ہیں : (۱) پوشیدہ اور ظاہر ہر حال میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا۔ (۲) خوشی اور ناخوشی میں حق بات کہنا۔ (۳) مال داری اور فقیری میں میانہ روی اختیار کرنا ـــــ جبکہ ہلاک کرنے والی چیزیں یہ ہیں : (۱) وہ خواہش نفس جس کی پیروی کی جائے۔ (۲) ایسی حرص جس کی فرمانبرداری کی جائے۔ (۳) آدمی کا خود اپنے بارے میں گھمنڈ میں مبتلا ہو جانا' اور یہ آخری بات سب سے شدید ہے''۔ (اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ بحوالہ مشکوٰۃ' کتاب الاداب' باب الغضب والکبر)

۲

عن ابی ھریرة رضی اللّٰہ عنہ اَنَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ قال :

((اَمَرَنِيْ رَبِّيْ بِتِسْعٍ : خَشْيَةِ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ ' وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضٰى ' وَالْقَصْدِ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى ' وَاَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِيْ ' وَاُعْطِيَ مَنْ حَرَمَنِيْ ' وَاَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِيْ ' وَاَنْ يَكُوْنَ صَمْتِيْ فِكْرًا ' وَنُطْقِيْ ذِكْرًا ' وَنَظَرِيْ عِبْرَةً ' وَآمُرَ بِالْعُرْفِ ' وَقِيْلَ : بِالْمَعْرُوْفِ)) رواہ رزین

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : ''میرے رب نے مجھے نو (۹) باتوں کا حکم دیا ہے : (۱) چھپے اور کھلے ہر حال میں اللہ سے ڈرتا رہوں۔ (۲) ناراضی اور خوشی ہر کیفیت میں انصاف کی بات کروں۔ (۳) تنگ دستی اور تونگری ہر حالت میں میانہ روی اختیار کروں۔ (۴) جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں۔ (۵) جو مجھے محروم رکھے میں اسے عطا کروں۔ (۶) جو مجھ پر ظلم کرے اسے میں معاف کردوں۔ (واضح رہے کہ یہ دعوت کا مرحلہ ہے) (۷) میری خاموشی غور و فکر کے لئے ہو۔ (۸) میرا بولنا ذکر کے لئے ہو (یعنی اللہ کا ذکر اور لوگوں کے لئے تذکیر و نصیحت) (۹) میرا دیکھنا عبرت کا دیکھنا ہو۔ اور (ان سب کے علاوہ) یہ کہ میں امر بالمعروف (و نہی عن المنکر) پر کاربند رہوں''۔

(اسے امام رزین رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ بحوالہ جامع الاصول ۱۱/ ۶۸۷)